عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۵ | ۹ تا ۱۶/محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵/فروری ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۶

صحابیات کا بُلندِ کردار

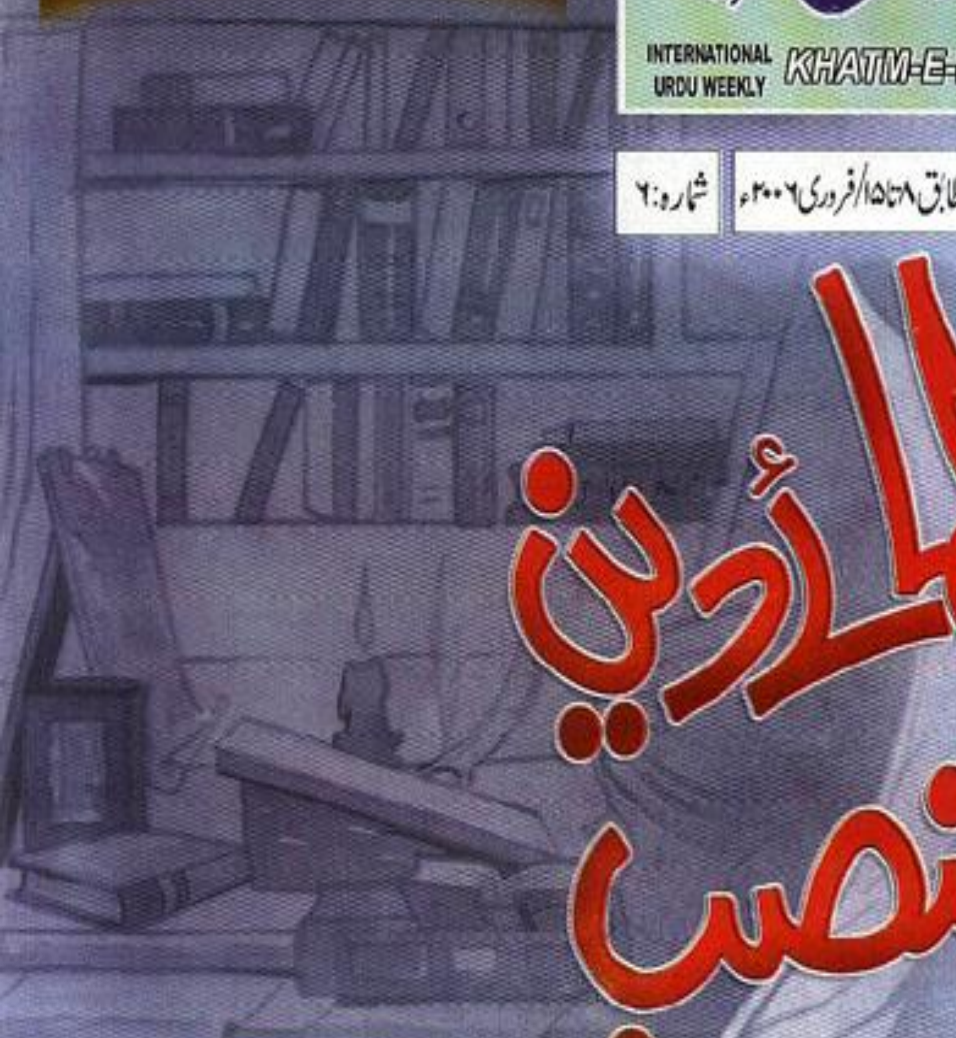

عُلمائے دین کا منصب

مِرزا قادیانی
اپنے اقوال کی روشنی میں

اِسراف اور فضول خرچی

جُرم و سزا

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

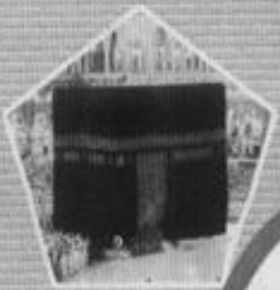

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

ایک مسجد کو آباد کرنے کیلئے دوسری مسجد کو شہید کرنا:

س:...... ایک قدیم مسجد جو چاروں طرف سے درختوں' باغات سے ڈھکی ہوئی ہے علاقہ انتہائی گرم' گرمی ناقابل برداشت' حتیٰ کہ مقتدیوں نے کہا کہ ہم گرمی میں نماز پڑھنے نہیں آئیں گے' مسجد کی طرف سے بڑھائی بھی نہیں جاسکتی' تو کیا سو قدم کے فاصلہ پر مسجد ثانی کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ظاہر ہے دونوں مسجدوں میں جماعت نہیں ہوسکتی' تو پھر قدیم مسجد کو منہدم کردیں یا بند کردیں؟

ج:...... ایک مسجد کا دوسری مسجد کے لئے انہدام قصداً جائز نہیں ہے' البتہ دوسری مسجد مذکورہ بالا ضرورت کے تحت بنا سکتے ہیں' لیکن اس کو آباد کرنے کے لئے پہلی مسجد کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔

صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نفل نماز ممنوع:

س:...... نمازِ فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرر نہیں' صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا فجر کی نماز کی سنت اور فرض کے درمیان دیگر نفل نمازوں کی ادائیگی کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج:...... صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے۔ قضا نماز پڑھ سکتے ہیں' مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔

نمازِ اشراق کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

س:...... ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز کے وقت پر جھگڑا ہوتا ہے' بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں' جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج پندرہ منٹ بعد نکلتا ہے' اس لئے پورے پندرہ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے' آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے؟

ج:...... سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے' نماز مکروہ ہے' اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوسکتا ہے' عام موسموں میں پندرہ' بیس منٹ میں (زردی) ختم ہوتی ہے' اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔ جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

توفیق کی دعا مانگنے کی حقیقت:

س:...... توفیق کی تشریح فرمادیجئے؟ دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے' مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے' مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ جب مجھے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا' اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج:...... توفیق کے معنی ہیں کسی کارِ خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہوجانا' جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں' اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا' بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے' وہ در حقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا' بلکہ نعوذ باللہ دعا کا مذاق اڑاتا ہے' ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۵ شمارہ: ۶ ۹ تا ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ فروری ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا بشیر احمد
- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میئو ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم

کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،

بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور

اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

او آئی سی کا جرأت مندانہ موقف	(اداریہ)	4
صحابیات کا بلند کردار	(مولانا سید رابع حسنی ندوی)	6
علمائے دین کا منصب	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	9
اسراف اور فضول خرچی	(حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)	13
جرم و سزا	(حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ)	15
مرزا قادیانی کے مالی معاملات	(ڈاکٹر سید راشد علی)	17
ملاقات اور مجلس کے آداب	(مولانا حبیب الرحمٰن اخر)	20
مرزا قادیانی اپنے اقوال کی روشنی میں	(الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل)	23

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری
طابع: سید شاہد حسین
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت
ایم اے جناح روڈ کراچی

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

او آئی سی کا جرأت مندانہ موقف

اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی (آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس) نے ڈنمارک کے اخبار میں توہین رسالت پر مشتمل کارٹون کی اشاعت کے خلاف جرأت مندانہ موقف اختیار کرتے ہوئے ڈنمارک کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس سے غیر مشروط معافی کا مطالبہ کیا ہے اور ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں کی جانب سے یہ کارٹون شائع کرنے والے اخبارات کے دفاع کو افسوسناک قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل خبر اخبارات میں شائع ہوئی:

"او آئی سی کا ڈنمارک سے غیر مشروط معافی کا مطالبہ

کویت کی جانب سے ڈینش سفیر کی طلبی کا فیصلہ' ایران کا ڈنمارک اور ناروے کے وزراء خارجہ کو احتجاجی خط

ڈنمارک کی کمپنی کا مسلمانوں کی جانب سے بائیکاٹ ختم کرانے کے لئے مشرق وسطیٰ کے اخبارات میں اشتہارات

کویت سٹی (جنگ نیوز ایجنسیاں) اسلامی کانفرنس تنظیم (او آئی سی) نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہانت آمیز کارٹون کی اشاعت کی واضح انداز میں مذمت نہ کرنے پر ڈنمارک کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے غیر مشروط معافی کا مطالبہ کیا ہے۔ او آئی سی کے سیکریٹری جنرل اکمل الدین اوغلو نے ہفتے کو ایک بیان میں کہا کہ ڈنمارک اور ناروے کی حکومات کا مسلمانوں کے جذبات کا احترام کے بجائے کارٹون شائع کرنے والے اخبارات کا دفاع افسوسناک ہے۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس افسوسناک واقعے کے خلاف پُرامن احتجاج کا راستہ اختیار کریں۔ کویت نے ڈنمارک کے اخبار میں پیغمبر اسلام ﷺ کے تخیلاتی خاکہ پر مبنی تصاویر چھپنے کے اقدام کو گھٹیا نوعیت کی نسل پرستی قرار دیتے ہوئے ڈینش سفیر کو طلب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزارت خارجہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار کے مطابق کویت اس اشاعت کی شدید اور پُرزور مذمت کرتا ہے۔...... ادھر ڈنمارک کی کمپنی آرلا نے مسلمانوں کی طرف سے اپنی اشیاء کا بائیکاٹ ختم کروانے کے لئے مشرق وسطیٰ کے اخبارات میں اشتہارات دیے ہیں۔ بی بی سی کے مطابق ڈنمارک کے اخبار میں چند ماہ قبل اشتہار میں پیغمبر اسلام کا خیالی خاکہ چھپنے کے بعد سے مشرق وسطیٰ میں ڈنمارک کی مصنوعات کی فروخت میں کمی ہوئی ہے۔" (روزنامہ جنگ کراچی' مورخہ ۲۹/جنوری ۲۰۰۶ء)

مذکورہ کارٹون کی اخبارات میں اشاعت جس قدر اندوہناک ہے' اس پر ڈنمارک اور ناروے کی حکومتوں کی جانب سے ڈھٹائی کے ساتھ ان اخبارات کا دفاع اسی قدر افسوسناک ہے' یہ سراسر چوری اور سینہ زوری کا مصداق ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ڈنمارک کی حکومت اس سلسلہ میں ازخود اقدامات اٹھاتی اور ایسے عناصر کا قلع قمع کرتی جو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملے کر رہے ہیں' لیکن اس کے برعکس ڈنمارک اور ناروے کی حکومتیں ان گستاخانِ رسول کی سرپرستی کر رہی ہیں۔ شاید انہیں پرویز شاہ ایران کا حشر یاد نہیں! پرویزانِ وقت یہ بھول رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک ذات کی توہین کرنے والی حکومتِ نمرود و فرعون کو تو ڈھیل دی' لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی توہین کرنے والی ایران کی پرویزی حکومت کو کوئی ڈھیل نہیں دی' بلکہ پرویز کو خود اس کے بیٹے کے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچایا۔ ڈنمارک اور ناروے کی حکومتیں اس سے سبق حاصل کریں' اگر وہ اپنی حکومتوں کے استحکام کی خواہاں ہیں' تو اپنی صفوں میں موجود پرویزوں کو جلد از جلد قرار واقعی سزا دیں' ورنہ ان حکومتوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم ان مسلمانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے حب رسولؐ کے جذبہ سے مجبور ہو کر ڈنمارک کی مصنوعات خریدنا ترک کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو اپنی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور بروز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور آپ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ امت مسلمہ جب تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ و سربلندی کے لئے ہر اقدام اٹھانے کے لئے تیار رہے گی' اس وقت تک عظمت و سرفرازی امت کا مقدر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے قبول فرما کر اپنی رضا و معرفت عطا فرمائے۔

سانحاتِ ارتحال

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز' فاضل دارالعلوم دیوبند' جامعہ ریاض العلوم بوسیرنگ ارکان میانمار (برما) کے شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا الحاج مظفر احمد میگزی ارکانی مورخہ ۲۱/ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ کو مکہ مکرمہ میں دارفانی سے دار بقا کو رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت اقدس مولانا منظور احمدؒ سرزمین میانمار (برما) میں حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کے آخری خلیفہ تھے۔ حضرت مرحوم کی نماز جنازہ مسجد حرام میں ادا کی گئی۔ حضرتؒ نے مختلف دینی وفلاحی تنظیموں کی امارت کے فرائض انجام دیئے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ حضرتؒ نے تحریری حوالے سے بھی خدمات انجام دیں اور دوگراں قدر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کا سلسلہ بیعت آپ کے واسطے سے بہت پھیلا اور ارکان میں مختلف علاقوں میں آپ کے مسترشدین موجود ہیں۔

خیر العلماء حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید' قطب العالم حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے مسترشد' شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے مخلص دوست اور سیّد الاولیا حضرت اقدس نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم کے حبیب' حضرت اقدس مولانا عبدالرشید صاحب بھی ہم سے منہ موڑ کر اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوگئے۔ حضرت مولاناؒ جید عالم دین اور انتہائی بلند پایہ ادیب وانشاء پرداز بلکہ دینی حوالہ سے متعارف عصر حاضر کے انشاء پردازوں کے گویا امام تھے۔ وہ اپنے طرز تحریر کے آپ ہی موجد اور آپ ہی خاتم تھے۔ انہوں نے دینی کتابوں کو ایک نیا انداز اور نیا اسلوب دیا۔ حضرت کی تصانیف: ''بیس بڑے مسلمان' بیس مردان حق'' وغیرہ اپنے موضوع پر عدیم النظیر ہیں۔ حضرت مولانا سے آخری بار ملاقات وزیارت کا شرف گزشتہ سال مارچ کے لگ بھگ حاصل ہوا۔ اس وقت بھی حضرت مولانا مرحوم کا وجود چراغ سحری ہی معلوم ہوتا تھا' لیکن اس موقع پر بھی حضرت مرحوم کا عزم وحوصلہ جوان تھا۔ اس وقت حضرت مولاناؒ سے شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ پر مضمون لکھنے کی درخواست کی گئی جسے حضرت مولانا نے منظور فرمالیا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ سے آپ کو انتہائی محبت والفت کا تعلق تھا۔ حضرت شہیدؒ کی شہادت کے واقعہ کے بعد حضرت مولاناؒ خصوصی طور پر تدفین میں شرکت کے لئے لاہور سے رات گئے کراچی تشریف لائے اور اپنے مخلص دوست کی زیارت کی۔ آج دونوں دوست اپنے رب کے حضور حاضر ہیں۔

قطب الاقطاب' شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس غلام دستگیر صاحب (لاہور) انتقال فرماگئے۔ حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ سے شرف خلافت ہی آپ کی عظمت وبزرگی کی بڑی دلیل ہے۔ حضرت مرحوم کے اکابر علماء اور بزرگانِ دین سے خصوصی تعلقات تھے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ شہیدؒ کے شاگرد رشید اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز' حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ مرحوم ذی استعداد عالم دین تھے۔ انہوں نے ماموں کانجن میں خواتین اسلام کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔ مرحوم عرصہ سے شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ مولانا مرحوم دینی خدمات کی انجام دہی کے سلسلہ میں کچھ عرصہ کے لئے کراچی بھی تشریف لائے' لیکن صحت نے کراچی میں طویل قیام کی اجازت نہ دی' اس لئے ماموں کانجن واپس تشریف لے گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ' جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی' امام العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید' حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز صحبت' شیخ الاسلام والمسلمین' حضرت اقدس علامہ سیّد محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کی صاحبزادی' مولانا محمد طاسین صاحب کی اہلیہ محترمہ اور عابد بنوری صاحب کی والدہ ماجدہ عید الاضحیٰ کے روز انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ کے شرف وفضیلت کے لئے حضرت بنوری نوراللہ مرقدہ کی نسبت ہی کافی ہے۔ مرحومہ کی رحلت خانوادہ بنوری کے لئے ایک المیہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ' خواجہ خواجگان' شیخ المشائخ' حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ' نائب امیر مرکزیہ سیّد الاولیاء' حضرت اقدس نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم العالیہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر زعماء وکارکنانِ جماعت کی جانب سے ادارہ ان تمام اکابر کے اہل خانہ ودیگر پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اکابر کو اپنی رضا ومعرفت کا پروانہ عطا فرمائے' انہیں بلند درجات عطا فرمائے' اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے بھی ان اکابر مرحومین کے لئے ایصال ثواب اور دعائے بلندی درجات کی درخواست ہے۔

صحابیات کا بلند کردار

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

مردوں کی زندگی کے مختلف شعبوں میں خواتین کا تعاون بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے' اس کے بغیر دنیا کے بہت سے کام مکمل طریقے سے انجام نہیں دیے جاسکتے' البتہ اس تعاون کی حدود مقرر ہیں' جن سے خواتین کو باہر نہیں نکلنا چاہئے' لیکن ان حدود کے اندر رہ کر وہ زندگی کے مختلف شعبوں کو فائدہ پہنچاسکتی ہیں۔

تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں عورتوں نے اپنی حدود اور جائز پابندیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے زندگی کے مختلف کاموں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ سیرت رسول علیہ السلام کے مطالعہ سے بھی اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔

بعض مواقع پر تو ان کا کردار اس قدر بلند اور نمایاں نظر آتا ہے کہ بہت سے مرد بھی اس سلسلے میں ان کی ہم سری نہیں کر سکتے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی زندگیاں اس کی مثالوں سے پُر ہیں۔

اس کے علاوہ اسلام کے پھیلانے' اس پر ثابت قدمی دکھانے' جہاد میں ضمنی کاموں کو انجام دینے اور مردوں کو نہایت دانش مندانہ مشورہ دینے میں خواتین کا پایہ بہت بلند ملتا ہے۔

اسلام پر ثابت قدمی کا یہ حال تھا کہ حضرت عمارؓ بن یاسر اور ان کے والدین کو اسلام لانے پر اس قدر ایذا دی جاتی تھی کہ اس منظر کی تاب لانا بھی مشکل تھا' لیکن ان کا خاندان اس کے باوجود اسلام پر جما رہا' اس وقت کے حالات میں ان کو کوئی مدد نہیں پہنچائی جاسکتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب ان کے سامنے سے گزرتے تو صرف اس قدر فرماتے ہوئے گزرتے تھے کہ: اے یاسر کے خاندان والو! صبر کرو' جنت ملے گی' ان لوگوں نے واقعی صبر کیا۔

حضرت عمارؓ کی والدہ کو اسلام سے پھیرنے کی کفار نے انتہائی کوشش کی اور برابر ایذا پہنچاتے رہے' لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور تکلیف جھیلتے جھیلتے جان دے دی۔

زندگی کے ہر شعبے میں خواتین اسلام کی پختگی' دانشمندی اور بہادری کے صدہا ایسے واقعات ملتے ہیں' جن سے ایک طرف عورتوں کا پایہ نہایت بلند معلوم ہوتا ہے اور دوسری طرف آنے والی نسلوں کے لئے وہ بہتر نمونہ نظر آتا ہے۔

عہد اول میں بھی عورتوں کی خدمات بڑی قیمتی نظر آتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے یہ صاف طور پر پتا چلتا ہے کہ اسلام کی تائید ونصرت میں ان کا نمایاں حصہ رہا ہے اور بعض مواقع پر تو انہوں نے نہایت پیچیدہ صورت حال کو محض اپنی فہم ودور اندیشی یا جرأت و ہمت سے حل کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حراؑ سے واپس تشریف لاتے ہیں' آپؐ کے کاندھوں پر نبوت کا وہ زبردست بوجھ ہے جو ابھی کچھ دیر پہلے آپؐ کے اوپر رکھا گیا ہے' آپؐ اپنے کو اس بوجھ کے ساتھ دنیا کے زبردست انسانی کنبے میں تنہا اور اپنے شانوں کو اس بوجھ کے اٹھانے سے کمزور محسوس کررہے ہیں۔ اس حال میں آپؐ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے ہیں اور ان کے سامنے صورت حال رکھتے ہیں' وہ اطمینان دلاتی ہیں اور پوری ہمدردی کرتی ہیں۔

جب آپؐ پر وحی آتی تھی تو آپؐ پر اس کا اس قدر بوجھ پڑتا تھا کہ جاڑے کے موسم میں بھی پسینہ آجاتا تھا' جب آپؐ پر پہلی بار وحی آئی اور آپ گھر لوٹے تو آپ نے حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ سنایا' پھر فرمایا: مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہوگیا تھا' وجہ یہ تھی کہ آپؐ نے ایسی بات دیکھی جو اس سے قبل نہ دیکھی تھی اور نہ آپؐ کے خیال میں گزری تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ سے کہا کہ یہ آپ کو مبارک ہو' اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا' آپؐ تو رشتوں کو جوڑتے ہیں' سچی باتیں کرتے ہیں' کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' بے زر کی امداد کرتے ہیں' مہمان کی ضیافت کرتے ہیں

اور گردش روزگار میں مصیبت زدہ لوگوں کے کام آتے ہیں۔

اس کے بعد وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں' تاکہ وہ آپ کے معاملے میں رائے دیں' کیونکہ ان کو سابقہ مذاہب کا اچھا علم تھا' پھر حضرت خدیجہؓ نے صرف ورقہ بن نوفل سے دریافت کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا' بلکہ صورت حال کا خود بھی مطالعہ کیا اور آپ کی نبوت کی حقانیت کو خود سمجھنے کا ارادہ کیا۔ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ جو شخص آپ کے پاس وحی لے کر آتے ہیں' وہ جب آئیں تو مجھے مطلع کیجئے گا' بہرحال جب حضرت جبریل علیہ السلام' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے حضرت خدیجہ کو مطلع کیا' انہوں نے آپ کو اپنے سے مل کر بیٹھ جانے کو کہا' پھر اس سے اور زیادہ قریب ہو جانے کو کہا۔ حتیٰ کہ حضرت جبریل علیہ السلام وہاں سے ہٹ گئے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ حضرت جبریل ہٹ گئے' تو انہوں نے کہا کہ اب آپ اپنے پر جم جائیے اور خوش ہو جائیے' کیونکہ یہ آنے والا فرشتہ ہے' کوئی بد روح نہیں ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغام کو پھیلانے پر گامزن رہے اور اس سلسلے میں اپنی قوم کی مخالفت اور ہر طرح کی ایذا رسانی برداشت کرتے رہے۔

حضرت خدیجہؓ نہ صرف یہ کہ آپ پر سب سے پہلے ایمان لائیں' بلکہ آپ کے کام میں آپ کی پوری مدد بھی کرتی رہیں' ان کے تعاون و دلداری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کچھ تکلیف کم ہو جاتی تھی' جب آپ کسی مشرک سے بُرا اور سخت جواب یا انکار سن کر بہت زیادہ متاثر اور غمگین ہو کر گھر تشریف لاتے تو حضرت خدیجہؓ آپ کی دل داری اور آپ کے تاثر کو ہلکا کرتیں' آپ کی تائید و تصدیق کرتیں اور لوگوں کی بے رخی و بدمعاملگی کو آپ کے دل سے ہلکا کرتی تھیں۔

یہ درحقیقت بہت بڑی خدمت تھی' جس کا اعزاز اس امت مسلمہ میں کسی بھی خاتون کو حاصل نہ ہو سکا اور نہ کسی خاتون ہی کو اتنی بڑی ذمہ داری سپرد ہوئی جتنی بڑی حضرت خدیجہؓ کے سپرد ہوئی' اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کو ساری عمر یاد فرماتے رہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں ایک بیش بہا موتیوں کے محل کی بشارت بھی دی اور حضرت جبریلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خدیجہ کو سلام بھی پہنچایا۔

ذرا تصور کیجئے اس اعزاز کا' جو حضرت خدیجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی سلام پہنچنے پر حاصل ہوا' یہ سب کیوں ہوا؟ محض اس وجہ سے کہ حضرت خدیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں' یہ نہیں؟ بلکہ حضرت خدیجہؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قیمتی تعاون کی وجہ سے حاصل ہوا' جو انہوں نے اسلام کے نازک ترین دور میں اللہ کے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا' اسی لئے حضرت خدیجہؓ کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی نہیں' بلکہ اسلامی دعوت کے لئے ایک بڑا سانحہ تھی' جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر عمر تک حضرت خدیجہؓ سے بڑا تعلق رہا' یہ تعلق بعض وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات کو محسوس ہو جاتا تھا۔

حضرت خدیجہؓ تو تاریخ اسلام کی خاتون اول ہیں' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس زمانے کی ساری ہی خواتین نے نہایت شیفتگی اور اسلام کے ساتھ نہایت تعلق اور دین کی مدد میں نہایت سمجھداری کا ثبوت دیا ہے' اس سلسلے میں صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کا نہایت دانشمندانہ مشورہ کس قدر مفید ثابت ہوا' وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ہجری میں مکہ کے ارادے سے اپنے اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے' حدیبیہ کے مقام پر جو مکہ سے تھوڑی ہی دور ہے' کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے نیک ارادہ سے باز رکھنا چاہا' اس وقت مسلمانوں کی طاقت اتنی تھی کہ وہ کفار سے ٹکر لے سکتے تھے' اس لئے جب مسلمانوں نے دیکھا کہ باوجود اس کے کہ مسلمان نیک ارادے ہی سے آئے ہیں' لیکن کفار ان کو زبردستی روک رہے ہیں' تو ان کو بہت ناگوار ہوا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں سے مصالحت کا ارادہ فرمالیا تھا' مسلمانوں کو مصلحت معلوم نہ تھی' اس لئے ان کی غیرت و حمیت اور جوش کو زبردست دھچکا لگا' وہ بے تاب ہو گئے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کر سکتے تھے' البتہ ان کے ذہن اتنے متاثر ہوئے کہ تھوڑی دیر کے لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی بھی تعمیل کرنے سے معذور رہے' حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ قربانی کے جو جانور ساتھ لائے گئے ہیں' وہ یہیں ذبح کر دیئے جائیں اور لوگ اپنے بال منڈوا کر احرام کھول دیں' تو لوگ تعمیل کی طرف متوجہ نہ ہو سکے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا' جب آپ نے لوگوں کو خاموش اور جامد پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے

پاس اندر تشریف لے گئے اور اس بات کا افسوس کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اس وقت انہوں نے جو مشورہ دیا' اس سے ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں اصحابؓ کی طرف سے جو شکایت تھی' وہ رفع ہوگئی اور دوسری طرف آپؐ کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی' انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تشریف لے جائیں اور کسی سے بات نہ کریں' آپؐ اپنے جانور کی قربانی کریں اور اپنے حجام کو بلا کر بال بنوالیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا' جس کو دیکھ کر سارے اصحابؓ کے ذہن اطاعت کی طرف متوجہ ہوگئے' اور سب نے آپ کو دیکھ کر ویسا ہی کیا' جیسا آپؐ نے کیا تھا اور اس طرح اس حکم کی تعمیل بحسن وخوبی ہوگئی' جس کو تھوڑی دیر پہلے لوگ نہیں کر رہے تھے۔

ازواج مطہراتؓ باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قریبی اور بے تکلفی کا تعلق رکھتے تھے' ایسا نہ تھا کہ وہ آپؐ کے احترام میں کسی طرح کی کمی دکھائیں۔ اس سلسلے میں حضرت ام حبیبہؓ کا واقعہ بڑی اچھی مثال ہے' جب ان کے والد ابو سفیان (جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے) فتح مکہ سے کچھ قبل ایک اہم ضرورت سے مدینہ منورہ آئے' تو اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے پاس بھی گئے' وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر موجود تھا' اس پر جب وہ بیٹھنے لگے تو ام المومنین نے اس کو اٹھادیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں سمجھا کہ تم نے اس بستر کو اس لئے اٹھادیا ہے کہ مجھ سے فروتر سمجھا' یا اس لئے کہ مجھ کو اس بستر سے فروتر سمجھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ مشرک نجس آدمی ہیں' اس لئے مجھے پسند نہیں کہ آپ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھیں۔

اسی سے ملتا جلتا احتیاط کا ایک واقعہ وہ بھی ہے جو ریحانہ بنت عمرو بن خنانہ کے متعلق منقول ہے کہ وہ غزوۂ بنی قریظہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں آئی تھیں اور تا وصال آپؐ کی ملک میں رہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اپنی زوجیت کے شرف میں لینے کی پیشکش رکھی' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اپنی باندی ہی رکھیں' اس سے میرا اور آپ کا دونوں کا بوجھ ہلکا رہے گا' اس طرح پر وہ اس عظیم ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے سے محتاط رہیں' جس کے تقاضوں کو پورا کرنے سے شاید اپنے کو کمزور سمجھ رہی تھیں۔

امہات المومنینؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپؐ سے تعلق انتہا درجے کا تھا' ہر وہ بات جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوتی ہو' اس کی کوشش اور جس سے آپ کو ملال ہو' اس سے احتیاط آخری حد تک رہی' واقعہ افک میں جن لوگوں نے حصہ لیا' ان میں حضرت حسانؓ بھی تھے' ان کے الفاظ اور گفتگوؤں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی دل آزاری ہوئی تھی اور وہ ان سے زخم خوردہ تھیں' لیکن حدیث شریف میں مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ اس کے باوجود اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ ان کے سامنے حضرت حسانؓ کو برا کہا جائے اور فرماتی تھیں کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے حسب ذیل شعر کہا:

ان ابی و والدہ و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

ترجمہ: میرے باپ اور دادا اور
خود میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو
کے لئے سپر ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور فدائیت میں اسلام کے دوراوّل کی خواتین کا حال یہ تھا کہ بنی دینار کی ایک خاتون جن کے والد' بھائی اور شوہر تینوں غزوۂ احد میں شہید ہوئے' لیکن جب ان کو تینوں کی شہادت کی اطلاع پہنچائی گئی تو انہوں نے برملا کہا: لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا: بعافیت ہیں' انہوں نے کہا کہ مجھے دکھاؤ' میں دیکھوں گی' لوگوں نے اشارے سے آپ کو دکھایا' انہوں نے دیکھ کر کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپؐ ہیں تو ہر مصیبت ہلکی ہے۔

سوکنوں کی رقابت اور چشمک تو مشہور اور عام بات ہے' بلکہ یہ ایسی بات ہے کہ اس سے غالباً کوئی عورت بھی محفوظ نہیں رہتی ہوگی۔ ازواج مطہرات میں بھی اس سلسلے کے کچھ ہلکے پھلکے جذبات پائے جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب زوجہ مطہرہ تھیں' ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ کا مقابلہ زیادہ تر حضرت عائشہؓ سے چلا کرتا تھا' حضرت ام المومنین عائشہؓ نے اپنی حدیث افک میں اس کا ذکر فرمایا ہے' لیکن ذکر اس ضمن میں فرمایا ہے کہ جب ان کے متعلق متعدد آدمیوں نے بے تحقیق باتیں کیں' تو حضرت زینبؓ کے لئے بڑا موقع تھا کہ اس سے فائدہ اٹھاتیں' لیکن انہوں نے اس اہم اور نازک موقع پر بھی ام المومنین حضرت عائشہؓ کے متعلق سوائے کلمۂ خیر کے کچھ اور نہ کہا۔ حالانکہ دونوں میں چشمک چلا کرتی تھی' درحقیقت یہ وہ کسوٹی ہے' جس پر بڑے بڑے متقی پورے نہیں اتر سکتے' لیکن امہات المومنینؓ کا مقام ہی بہت بلند ہے۔

خواتین اسلام کی خوبیاں ان کی ذاتی اور گھریلو صفات ہی پر منحصر نہ تھیں' بلکہ اس کے باہر بھی

باقی صفحہ 22 پر

علمائے دین کا منصب

حضرت مولانا علی میاںؒ کی ایک یادگار تقریر

"یا ایھا الذین امنوا کونوا
قوامین للہ شھداء بالقسط."
(المائدہ:۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو!
کھڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی
دینے کو انصاف کی۔''

حضرات! علمائے کرام کی اس موقر مجلس میں کچھ عرض کرنا بڑی ذمہ داری کی بات ہے' پرانا حکیمانہ مقولہ ہے: ''لکل مقام مقال''۔ میں کوشش کروں گا کہ اس اہم اور باوقار مجلس اور موقع محل کے مطابق معروضات و خیالات پیش کروں۔

لوگوں نے چھوٹے چھوٹے واقعات اور روزمرہ کے مشاہدات سے بڑے بڑے نتائج نکالے ہیں' اس میں شیخ سعدیؒ خاص طور پر بڑے ممتاز ہیں' اسی طریقہ سے مولانا رومؒ مثالوں کے بادشاہ ہیں' دونوں روزمرہ کے واقعات سے بڑی حکیمانہ باتیں اور بڑے عمیق نتائج نکالتے ہیں' میں اپنا بھی اسی قسم کا ایک تاثر اور عبرت کا سبق پیش کرتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں ایک طویل سفر کرکے آرہا ہوں' دہلی سے چلا اور حیدرآباد پہنچا' خدا جانے گاڑی نے کیا کیا رخ بدلے' کن کن علاقوں سے گزری' لیکن قبلہ نما نے ہمیشہ صحیح قبلہ بتایا' اس نے نہ گاڑی کے پھرنے کی پرواہ کی' نہ سمت کے تبدیل ہونے کی' مجھے بڑا رشک آیا کہ ایک ادنیٰ سی جماداتی چیز' جو انسان کی صنعت ہے' وہ اتنی امین' ایسی ثابت قدم' ایسی خوددار' اور ایسی پابند اصول ہے کہ اس نے نہ یہ دیکھا کہ گاڑی کس طرح رخ بدل رہی ہے' نہ یہ کہ انسان (جو اشرف المخلوقات ہے) برابر اپنا رخ بدلتا رہا ہے' ہر جگہ اس نے صحیح طور پر قبلہ بتایا اور ہم نے اس پر اعتماد کیا اور نماز پڑھی' اس سے مجھے غیرت بھی آئی اور عبرت بھی ہوئی کہ قبلہ نما تو کسی کی پرواہ نہ کرے' اور ہمیشہ سمت قبلہ بتائے'

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اس نے اپنا مقصد وجود تبدیل نہیں کیا' اور نہ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں فرق آنے دیا' اس سے مجھے خیال ہوا کہ علمائے دین کو حقیقت میں ''قبلہ نما'' ہونا چاہئے' ان کے اندر قبلہ نما کی سی استقامت ہونی چاہئے' کسی طرف کی ہوا چلے اور کہنے والے کتنا ہی کہیں کہ:

''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی''

اور سمجھانے والے کتنا ہی سمجھائیں:

''زمانہ باتو نہ سازد تو بازمانہ بساز''

لیکن ان کا عقیدہ اقبالؒ (جو خود اعلیٰ انگریزی تعلیم یافتہ اور مفکر وفلسفی اور پھر شاعر تھے) کی اس تعلیم پر ہو:

حدیث کم نظراں ہے تو بازمانہ بساز
زمانہ با تو نہ سازد تو بازمانہ ستیز

بلکہ وہ یہاں تک کہتے ہیں:

گفتند جہان ما آیا بتو می سازد
گفتم کہ نمی سازد گفتند کہ برہم زن

حضرات! علماءؒ کی شان یہی ہونی چاہئے' امت مسلمہ امتوں میں اور جماعت علماءؒ حاملین علم میں الگ شان رکھتے ہیں' امت مسلمہ کو ایک قبلہ دیا گیا ہے' وہ جہاں کہیں ہو' اسی قبلہ کی طرف اپنا رخ کرے' جس امت کو ایک معین قبلہ دیا ہے' اس کو یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ تمہارے دلوں کا قبلہ' تمہارا قبلہ حاجات' تمہاری فکر اور سعی وجہد کا محور ایک ہی ہونا چاہئے: نمازوں میں خانہ کعبہ اور اعمال و مساعی و مقاصد میں اللہ تعالیٰ کی (جو معبود و مقصود حقیقی ہے) رضا۔

آپ حضرات خدا کے فضل سے نہ صرف اہل علم ہیں' بلکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دینی قیادت کا مقام عطا فرمایا ہے' خاص طور سے یہ موثر مجلس علمی جہاں اس وقت ہم جمع ہیں' اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دو اہم حقیقتوں کے بارے میں اجمالی طور پر کچھ عرض کروں گا۔

ایک تو عقائد اور حدود شرعیہ کا مسئلہ ہے' اس میں جماعت علماءؒ کو بالکل قطب نما کی طرح

ہونا چاہئے' کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی اس کو سامنے رکھے گا تو وہ اس کی رعایت نہیں کرے گا' وہ صحیح سمت بتائے گا' جہاں تک عقائد اور حدود شرعیہ کا تعلق ہے' دین میں کسی قسم کی رعایت کی گنجائش نہیں' حکمت اور چیز ہے' مداہنت اور چیز' حکمت اور مداہنت میں بڑا فرق ہے' ہاں آدمی کچی اور صاف بات حکمت کے ساتھ کہہ سکتا ہے' اس کا اسلوب حکیمانہ ہو:

"ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ"

لیکن منت نہ ہو۔ قرآن شریف میں آتا ہے:

"وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں۔"

(القلم:۹)

اللہ کے رسول کو صاف حکم ہے:

"فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین"

یہ "اعرض عن المشرکین" کا تکملہ "صدع بالامر" کا محل متعین کر دیتا ہے' جہاں پر توحید اور شرک کی سرحدیں آتی ہوں' وہاں "فاصدع بما تؤمر" پر عمل کا حکم ہے' نرمی اور وسعت کسی اور چیز میں ہو تو ہو' لیکن توحید و سنت کے بارے میں منصوصات شرعیہ' اور قطعیات دینیہ کے بارے میں: "فاصدع بما تؤمر" کا حکم ہے' اگر "فاصدع بما تؤمر" مطلق آتا تو اس میں کچھ گنجائش تھی' لیکن "واعرض عن المشرکین" نے بالکل تفسیر کر دی کہ اس کا موقع محل کیا ہے؟

علمائے حقانی کا فرض ہے کہ توحید کے بارے میں بالکل بے لوچ اور صاف بات کہیں' لیکن حکمت کے ساتھ کہیں' بقول غالب ایسا نہ ہو:

"کہتے ہیں وہ بھلے کہ و لیکن بری طرح"

بھلی بات بھلے طریقہ پر کہی جائے۔ فتنہ شروع ہو تو علماً شروع میں اچھی سے اچھی' نرم سے نرم زبان استعمال کریں' تدریج و حکمت سے کام لیں' لیکن اس طرح کہ تاویل اور غلط فہمی کی گنجائش نہ ہو' اسی طرز عمل کا نتیجہ ہے کہ آج تک یہ دین قائم ہے' اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہے' جس کو ہلاکت کا شوق ہے' وہ شوق سے ہلاکت میں پڑے' لیکن وہ شریعت اور شریعت کے حاملین کو الزام نہیں دے سکتا۔

تاریخ کا اگر عمیق و وسیع نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس امت کی تاریخ میں ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا کہ یہ امت عمومی طور پر کسی ضلالت کا شکار ہوگئی ہو' مقامی طور پر تو ضلالتیں رہی ہیں' لیکن پوری امت مسلمہ کسی سازش یا کسی عالمگیر ضلالت میں گرفتار نہیں ہوئی' اور خود حدیث میں آیا ہے:

"لا تجتمع امتی علی ضلالۃ."

اس کے برعکس یہودیت بالکل شروع میں تحریف کا شکار ہوگئی' اور عیسائیت بالکل عہد طفلی اور آغاز کار میں ایک بالکل نئی پٹری پر پڑ گئی' جس پر وہ صدیوں سے چلتی چلی آرہی ہے' اسی لئے قرآن مجید نصاریٰ کو "ضالین" کے لفظ سے یاد کرتا ہے' کہ وہ جیسے ہی چلے' دوسرے راستہ پر پڑ گئے۔

لیکن الحمدللہ! اسلام اس سے بالکل محفوظ ہے' اس وقت تک توحید و شرک کا فرق' سنت و بدعت کا فرق' اسلام اور جاہلیت کا فرق اور غیر مسلمین کی معاشرت وتمدن اور اسلامی معاشرت و تمدن کا فرق بالکل واضح ہے۔

کوئی ملک کسی وجہ سے کسی خاص زمانہ میں کسی خارجی یا داخلی سبب کی بنا پر کسی سازش کا شکار نہ ہو جائے یا کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے' یہ الگ بات ہے' علمائے حق اس صورت حال سے بھی نبرد آزما اور اس کے مقابلہ میں صف آراء رہتے ہیں اور اصلاح حال کی کوشش جاری رہی ہے۔

پوری امت مسلمہ کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے:

"تم اللہ کے لئے حق کے علمبردار بن جاؤ۔"

ہماری زبان اور محاورہ میں "خدائی فوجدار" ایک طنز کا لفظ ہے کہ آپ خدائی فوجدار ہیں؟ لیکن "قوامین للہ" کا مفہوم تقریباً خدائی فوجداری کا ہے' مبالغہ کے اس صیغہ "قوامین" سے "خدائی فوجدار" ہی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

کوئی پوچھے نہ پوچھے' کوئی بلائے نہ بلائے' کوئی کہے نہ کہے' آپ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ آپ ہر جگہ پہنچ رہے ہیں' اس آیت میں خطاب اگرچہ پوری امت کو ہے' لیکن علماً کی اس بارے میں امتیازی شان ہونی چاہئے' ان کو: "شہداء بالقسط" حق وصداقت کا گہوارہ و علمبردار ہونا چاہئے۔

علمائے کرام کا فرض مسلم معاشرہ کا احتساب کرتے رہنا ہے کہ کہاں سے یہ معاشرہ صراط مستقیم سے ہٹ رہا ہے' کہاں

سے اس نے خط مستقیم کو چھوڑا ہے' اس بارے میں ان کا کام بالکل بیرومیٹر کا سا ہے' وہ ہرجگہ' ہرموسم میں ہوا کا دباؤ بتاتا ہے' وہ صحیح شہادت ادا کرتا ہے۔

حضرات! اسی طرح علماً کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو زندگی کے حقائق' ملک کے حالات' ماحول کے تغیرات اور تقاضوں سے اجاگر اور روشناس کرائیں' ان کی کوشش ہونی چاہئے کہ مسلم معاشرہ کا رابطہ زندگی اور ماحول سے کٹنے نہ پائے' اس لئے کہ اگر دین اور مسلمانوں کا رابطہ زندگی سے کٹ گیا اور وہ خیالی دنیا میں زندگی گزارنے لگے تو پھر دین کی آواز بے اثر ہوگی' اور وہ دعوت واصلاح کا فرض انجام نہیں دے سکیں گے' اور اتنا ہی نہیں ہوگا' بلکہ اس دین کے حاملین کو اس ملک میں رہنا مشکل ہوجائے گا۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جہاں علماً نے سب کچھ کیا' لیکن زندگی کے حقائق سے امت کو روشناس نہیں کرایا' اس ماحول میں اپنے فرائض کے انجام دینے کی انہوں نے تلقین نہیں کی' اچھا شہری' ایک مفید عنصر بننے اور اس ملک کی قیادت حاصل کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی' وہاں اس ملک نے ان کو اس طرح اگل دیا' جیسے لقمہ اگلا جاتا ہے اور ان کو اگل کر باہر پھینک دیا' اس لئے کہ انہوں نے اپنی جگہ نہیں بنائی تھی' آج ہندوستان کے مسلمان ایک دانشمندانہ اور حقیقت پسندانہ دینی قیادت کے محتاج ہیں' آپ اگر مسلمانوں کو سو فیصدی تہجد گزار بنادیں' سب کو متقی و پرہیزگار بنادیں' لیکن ان کا ماحول سے کوئی تعلق نہ ہو' وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ ملک کدھر جارہا ہے؟ ملک ڈوب رہا ہے' ملک میں بداخلاقی طوفان اور وباء کی طرح پھیل رہی ہے' ملک میں مسلمانوں سے نفرت پیدا ہورہی ہے' تو تاریخ کی شہادت ہے کہ پھر تہجد تو تہجد' پانچ وقتوں کی نمازوں کا پڑھنا بھی مشکل ہوجائے گا۔

اگر آپ نے دینداروں کے لئے اس ماحول میں جگہ نہیں بنائی اور ان کو ملک کا بے لوث مخلص اور شائستہ شہری ثابت نہیں کیا' جو ملک کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور ایک بلند کردار پیش کرتا ہے' تو آپ یاد رکھئے کہ عبادات ونوافل اور دین کی علامات اور شعائر تو الگ رہے' وہ وقت بھی آسکتا ہے کہ مسجدوں کا باقی رہنا بھی مشکل ہوجائے۔

اگر آپ نے مسلمانوں کو اجنبی بنا کر اور ماحول سے کٹ کر رکھا' زندگی کے حقائق سے ان کی آنکھیں بند رہیں اور ملک میں ہونے والے انقلابات' نئے بننے والے قوانین' عوام کے دل ودماغ پر حکومت کرنے والے رجحانات سے وہ بے خبر رہے' تو پھر قیادت تو الگ رہی (جو خیر امت کا فرض منصبی ہے)' اپنے وجود کی حفاظت بھی مشکل ہوجائے گی۔

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ نے جس وقت مصر فتح کیا' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بصیرت پر ضرور منکشف کیا ہوگا کہ انشاء اللہ مصر سینکڑوں نہیں' بلکہ ہزاروں برس تک اسلام کا حلقہ بگوش رہے گا' مرکز اسلام سرزمین مقدس حجاز اس کے بالکل قریب ہے' رومی شہنشاہی وہاں سے بے دخل ہوچکی' قبطی مسیحی سلطنت دم توڑ چکی' لیکن انہوں نے عربوں اور مسلمانوں کو خطاب کرکے فرمایا:

''انتم فی رباط دائم۔''

یاد رکھو! تم ہمیشہ محاذ جنگ پر رہو' تم ہمیشہ سرحد پر پہرا دیتے رہو' آنکھ جھپکی اور مارے گئے' ناکے پر کھڑے رہنے والے کو ہر وقت چوکنا اور بیدار رہنا چاہئے' اس کے لئے نہ غفلت کی گنجائش ہے' نہ تغافل کی' نہ جہل کی' نہ تجاہل عارفانہ کی۔

حضرات! جس ملک میں اس وقت ہم زندگی گزار رہے ہیں' اس ملک کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں' یہ ملک گردوپیش کے ممالک اور دنیا کی بڑی طاقتوں سے بے نیاز نہیں رہ سکتا' اس ملک میں بہت سے فلسفے' بہت سی سلبی طاقتیں' بہت سی تخریبی تحریکیں کام کررہی ہیں' اور بہت سرگرم اور فعال ہیں' نظام تعلیم برابر بدلتا رہتا ہے' اور کبھی وہ شدت سے عقائد وحقائق دینی پر اثر انداز ہوتا ہے' جبری تعلیم نے اور قومی زبان نے بھی نئے نئے مسائل پیدا کردیئے ہیں' اس حالت میں ہم کو حالات کا برابر جائزہ لیتے رہنا چاہئے' اور اپنے تحفظ کا سامان کرتے رہنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بتانا چاہئے کہ دیکھو! اس ملک کو تباہی سے بچانا تمہاری ذمہ داری ہے' تم باایمان' بااصول اور باکردار بن کر یہاں رہو' اگر تم یہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام کا نمونہ پیش کروگے' تو پھر وہ وقت آئے گا کہ اہم سے اہم' نازک سے نازک تر اور دشوار سے دشوار تر ذمہ داری تمہارے سپرد کی جاسکے گی' حضرت یوسف علیہ السلام نے جن کو اللہ تعالیٰ نے حفیظ وعلیم کی صفت عطا فرمائی تھی' جب دیکھا کہ اس ملک میں اس وقت تک

دین کی اشاعت نہ ہوسکے گی' اور دین کے لئے مقام پیدا کیا نہ جاسکے گا' جب تک وہ وہاں اپنی اہلیت' اپنی خیر خواہی' انسان دوستی اور عدل کا ثبوت نہ دیں گے اور اللہ کے بندوں کو اپنا گرویدہ نہ بنالیں گے' اس وقت تک اس ملک میں خدائے واحد کا نام لینا بھی مشکل ہوگا' ہم ہندوستانی مسلمانوں کو بھی یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہمارے بغیر یہ ملک چل نہیں سکتا' ہم نہ رہے تو یہ ملک تباہ ہوجائے گا۔

یاد رکھئے! اگر ہم ملک کے حالات سے اپنے کو کاٹ لیں گے اور جو گرم و سرد ہوائیں چل رہی ہیں' اس سے بے خبر ہوجائیں گے' اور ہم کسی مکیف مکان میں رہنا شروع کردیں گے' جہاں نہ گرم جھونکا پہنچ سکے نہ سرد' تو ہم اپنے ساتھ بھی بدخواہی کریں گے اور اپنے دین کے ساتھ بھی۔

کوئی فرقہ' ملک کی آبادی کا کوئی عنصر باقی عناصر سے کٹ کر نہیں رہ سکتا' ہاں اس کی شرائط اور حدود ہیں۔

آپ ہرگز تحلیل نہ ہوں' آپ اپنے پیغام اور دعوت کے ساتھ رہیں' آپ اپنی تہذیبی و معاشرتی خصوصیات کے ساتھ رہیں' آپ اپنے ملی تشخص کو پورے طور پر برقرار رکھیں اور اس کے کسی حصہ سے بھی آپ دستبردار ہونے کے لئے تیار نہ ہوں' لیکن زندگی کے دھارے سے الگ نہ ہوں' میں قومی دھارے کو نہیں کہتا' خدا نہ کرے کہ اس زندگی میں کبھی میری زبان سے یہ لفظ نکلے کہ قومی دھارے میں جذب ہوجایئے' نہیں! زندگی کے دھارے سے آپ الگ نہ ہوں' اس لئے کہ زندگی کے دھارے سے جو الگ ہوا' وہ الگ ہی ہوگیا' اس کی جگہ زندہ انسانوں میں نہیں رہتی' میں اسلام کو ایسا محدود اور ناقص نہیں سمجھتا کہ اگر حالات اور زندگی کے مسائل کی طرف توجہ کی جائے تو فرائض چھوٹ جائیں گے' عقائد میں خلل آجائے گا' ہمارے اسلاف نے شہنشاہی کی اور امپائر بنائے ہیں' لیکن ان کی تہجد بھی نہیں چھوٹی' معمولی سنت بھی ترک نہیں ہوئی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ ہے' عراق کے گورنر تھے اور مدائن کے دارالحکومت میں رہتے تھے' ایک مرتبہ کھانے کی کوئی چیز زمین پر گرگئی' تو اٹھا کر صاف کرکے کھانے لگے' کسی نے کہا کہ ارے آپ والی ہوکر ایسا کام کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں اپنے حبیب کی سنت تم جیسے بے وقوف کی خاطر چھوڑ دوں گا؟

یہ نہیں کہ آگ آئے تو پانی نہیں رہے گا' اور پانی آئے تو آگ بجھ جائے گی' یہ غلط تخیل ہے' آپ پوری عزیمت' شان وتقویٰ اور کثرت عبادت کے ساتھ اچھے اور کامیاب شہری بن سکتے ہیں' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہی اچھا شہری بن سکتا ہے جو خدا کا صحیح پرستار اور اپنے اصولوں کا پابند ہو' آج ہندوستان ہی نہیں تقریباً تمام خاص مسلم ممالک اور عرب ممالک کی حالت یہ ہے کہ وہاں بھی یورپ' امریکہ کے گرم جھونکے آرہے ہیں' نئے نئے فتنے پیدا ہورہے ہیں' اسلام اور جاہلیت کی کشمکش برپا ہے' وقت کے نئے نئے تقاضے اور زندگی کے نئے نئے مسائل درپیش ہیں' ان سے آنکھیں بند کرلینا اور یہ کہنا کہ نہیں' کچھ نہیں ہورہا ہے' غلط ہے۔

اس حقیقت پسندی' وسیع النظری اور جامعیت کا ثبوت دینے کا حیدرآباد میں اور بھی اچھا موقع ہے' یہاں تعلیم بھی ہے اور قوت عمل بھی' یہاں نئے نئے ادارے' نئی نئی تنظیمیں اور تحریکیں پیدا ہورہی ہیں' لیکن مسلمانوں کو ایک اجتماعی قیادت اور صحیح مشورے کی ضرورت ہے۔

ایک طرف تو عقائد کے بارے میں' اصول کے بارے میں' شریعت کے منصوصات کے بارے میں پہاڑ کی سی استقامت اور فولاد کی سی صلابت ہو' دوسری طرف زندگی کے مسائل میں پورا فہم' پوری دانشمندی' پوری باخبری اور پوری ہمدردی' یہ دونوں چیزیں ہوں گی تو انشاء اللہ ہم موجودہ حالات سے نہ صرف یہ کہ عہدہ برآ ہو جائیں گے' بلکہ مجھے پوری امید ہے کہ قیادت آپ کے پاس خود آئے گی۔

مسلمانوں میں سیاسی شعور' شہری شعور پیدا کرنا ضروری ہے' وہ جس محلّہ میں رہیں' ممتاز رہیں اور معلوم ہو کہ یہ مسلمانوں کا محلّہ ہے' مسلمانوں کے گھر ہیں' دین کو اس کی حقیقی روح اور مظاہر کے ساتھ ایک خوش اسلوب شہری زندگی' انسانیت دوستی' حقیقت پسندی' ہوش مندی' ملک کے لئے فکرمندی' اس کو بچانے کے لئے خطر پسندی اور مہم جوئی کی ضرورت ہے' اس کے لئے آپ خود نمونہ بنیں اور ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ نمونہ پیش کریں۔

وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد و آلہ و صحبہ و سلم

(ماخوذ تحفہ دکن)

☆☆..........☆☆

اسراف اور فضول خرچی

قرآن میں فضول خرچی کی مذمت:

"(اور حلال چیزوں کو) خوب کھاؤ پیو اور حد (شرعی) سے مت نکلو' بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔" (الانعام:۱۴۱)

"بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔" (بنی اسرائیل:۲۷)

"اور جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا' اس کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔" (الفرقان:۶۷)

احادیث میں فضول خرچی کی مذمت:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی کام چھوڑ دے۔"

لایعنی امور میں فضول خرچی بھی شامل ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم حساب کے موقع سے نہیں ہٹیں گے' جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا (اور ان پانچ میں سے دو یہ ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ (رواہ الترمذی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فضول خرچی کی حقیقت:

حقیقت میں فضول خرچی یعنی اسراف کہتے ہیں حد سے گزر جانے کو' جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خرچ میں انسان حد سے گزر جائے' بلاضرورت کسی چیز کو خریدنا یا خرچ کرنا اسراف ہے اور اس کی حقیقت تجاوز عن الحد ہے۔ (الاسراف ص ۵' دعوات

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

عبدیت ص ۱۴۳' ملفوظات وکمالات اشرفیہ)

ضرورت کی تعریف:

ضرورت کی تعریف کم لوگ ہی سمجھتے ہیں' اکثر غیر ضروری کاموں کو بھی ضروری سمجھا جاتا ہے' ضروری وہ کام ہے جو نہ کرنے سے ضرر ہو۔ (معرفت الٰہیہ ص:۱۴۶)

ضرورت کی دو قسمیں:

واقعی ضرورت وہ ہے جس کے بغیر دینی یا دنیوی کام رک جائے یا اس میں سخت دقت اور پریشانی ہو' یہ تو اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق مباح ہے' اور بعض صورتوں میں ضروری بھی ہے' مگر اس کی تو انتہا ہو سکتی ہے۔ فرضی ضرورت جس کا دوسرا نام "حرص" ہے' اس کی کوئی انتہا نہیں' اس کو کرنے کے لئے دنیا میں جو بھی قیمت لی جائے گی' متناہی ہوگی' پھر متناہی لامتناہی کے برابر کیسے ہو سکتی ہے؟ مطلب یہ ہے کہ کبھی پوری نہیں ہو سکتی' تو یہ اسراف ہے ہی' اور وبال اخروی تو آخرت میں ہوگا مگر دنیا میں بھی یہ نتیجہ دیکھ لیجئے کہ خاندان کے خاندان اس کی بدولت تباہ ہو گئے۔ (وعظ میرٹھ ص ۱۸ بحوالہ شریعت و طریقت ص ۱۹۹)

اسراف سے دین اور دنیا تباہ ہو جاتے ہیں:

اسراف سے دنیا اور دین دونوں تباہ ہوتے ہیں کیونکہ اوّل تو اسراف سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے' تو وہ گناہ ہوا اور گناہ سے دین خراب ہونا ظاہر ہے۔ دوسرے اسراف سے پریشانی بہت زیادہ لاحق ہوتی ہے اور پریشانی سے دین کا بہت ضرر ہوتا ہے' بعض دفعہ اس سے کفر تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ (الاسراف ص:۵)

اسراف بخل سے بھی زیادہ بُرا ہے:

شریعت نے بخل کو اس لئے جرم قرار دیا کہ اس سے کسی کو نفع نہیں پہنچتا اور "مسرف" سے لوگوں کو نقصان بہت پہنچتا ہے' مثلاً یہ لوگوں سے

قرض لے گا' دوسروں کی امانتیں خرچ کرے گا' کسی کی چیز مانگ کر بازار میں رہن رکھے گا اور روپیہ اپنے خرچ میں لگائے گا۔ (الاسراف ص:۳۸)

اسراف میں دین کو چھوڑنے تک کا خطرہ ہے:

بخل میں یہ احتمال نہیں کہ وہ شخص اپنے دین کو چھوڑ دے اور اسراف میں یہ اثر ہم کو معلوم ہوا ہے۔ (الاسراف ص ۳۸)

"کاد الفقران یکون کفراً" یعنی ممکن ہے کہ مفلسی سے خدانخواستہ کفر تک نوبت نہ پہنچ جائے' کیونکہ فضول خرچ انسان کے ہاتھ اگر قارون کا خزانہ بھی لگ جائے تو وہ اسے بھی چند روز میں خرچ کر کے مفلس بن جائے گا۔

وسعت سے زیادہ خرچ کرنا:

ایک شخص قیمتی کپڑا نمائش کی نیت سے نہیں خریدتا' تو گنجائش والے کے لئے جائز ہے لیکن عسیر الحال (تنگ دست) کے لئے ناجائز اور اسراف میں داخل ہے۔ (الاسراف ص ۱۷)

پس آدمی وسعت سے زیادہ کیوں بناوٹ کرے؟ بس مسلمانوں کا تو یہ حال ہونا چاہئے:

واستغن ما اغناک ربک بالغنی
و اذا لقیک خصاصۃ فتجمل

پس جس حیثیت سے خدا رکھے اس پر رہنا چاہئے' اگر وسعت ہو تو عمدہ کھانے پینے کا بھی کوئی مضائقہ نہیں اور اگر تنگی ہو تو اسی کے موافق گزر کرنا چاہئے' تو یہ بھی حدود شرعیہ میں ہے' جو ان سے تجاوز ہوگا' وہ اسراف ہو جائے گا۔ (الاسراف ص ۷۴)

مباحات میں اپنی حیثیت سے زائد خرچ کرنا جائز نہیں:

اسراف میں وہ خرچ بھی آ گیا جو بلاضرورت' استطاعت سے زیادہ' مباحات یا طاعات غیر ضروریہ میں خرچ کرتا ہے' جس کا انجام بے صبری و بدنیتی ہو' کیونکہ یہ امور معصیت ہیں' اور مفضی الی المعصیت' پس وہ انفاق فی المعصیت ہوا۔ (بیان القرآن ج ۲ ص ۲۱۷)

اسراف کے چند مواقع:

اس کی پوری تفصیل تو "اصلاح الرسوم" کے مطالعہ سے ہی معلوم ہوگی' البتہ بطور نمونہ چند مواقع عرض کرتا ہوں:

☆..... شادی و غمی (مرگ وغیرہ) کی رسموں میں نام کے لئے خرچ کرنا۔

☆..... نفس کو خوش کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری یا بچوں کے کھیل کود' کھلونوں میں خرچ کرنا۔

☆..... شب برأت اور رمضان المبارک میں ختم قرآن پاک کے موقع پر ضرورت سے زیادہ روشنی (چراغاں) اور آتش بازی پر خرچ کرنا۔

☆..... ریا اور تفاخر کی نیت سے ختنہ' عقیقہ' منگنی وغیرہ کے موقعوں پر خرچ کرنا۔

فضول رقم خرچ کرنا:

جلسہ' جلوس کے موقعوں پر بلا ضرورت زیادہ رقم خرچ کرنا' فضول خرچ کاموں میں بھلائی نہیں۔

حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ پر کسی صاحب نے اعتراض کیا: لا خیر فی الاسراف یعنی فضول خرچی میں خیر نہیں' اس پر برجستہ فرمایا: لا اسراف فی الخیر یعنی خیر میں اسراف نہیں۔ (معارف گنج مراد آبادی خیر الافادات ص ۱۱۴)

اسراف کا علاج:

خرچ کرنے سے قبل دو امر کا التزام کرلیں' ایک یہ کہ پہلے سوچا کریں کہ اگر اس جگہ خرچ نہ کروں تو آیا کچھ ضرر ہے یا نہیں؟ اگر ضرر نہ ہو تو اس کو ترک کردیں اور اگر ضرر معلوم ہوتا ہو تو پھر کسی منتظم سے مشورہ کریں کہ یہ خرچ خلاف مصلحت اور نامناسب تو نہیں؟ وہ جو بتائے اس پر عمل کریں۔

(واضح ہو کہ) ضرر سے مراد ضرر واقعی اور حقیقی ہے' جس کا معیار شریعت ہے' وہمی اور خیالی ضرر مراد نہیں۔ اہل اللہ کا مذہب رکھیں' رسم و رواج کے ذرا بھی مقید نہ ہوں۔ (انفاس عیسیٰ ص:۱۴۸)

خرچ گھٹائیں تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو۔ (تعلیم الدین ص ۷۲)

بقول حضرت سفیان ثوریؒ اس زمانے میں مال مؤمن کی ڈھال ہے' پس اگر کسی شخص کے پاس روپے پیسہ ہو تو اس کی درستگی کرتا رہے یعنی اس کو بڑھاتا رہے ورنہ کم از کم اس کو برباد نہ کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی اس میں محتاج ہو جاتا ہے تو پہلے اپنے دین پر ہی ہاتھ صاف کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کو برداشت نہیں کرتا' یعنی وہ اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو بے موقع اڑایا جائے اور پھر بھی ختم نہ ہو۔ (حیوۃ المسلمین ص ۱۶۴' شرح السنۃ)

☆☆..........☆☆

جرم و سزا

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

بلاشبہ اسلام دنیا میں دینِ رحمت ہے' تمام ادیانِ الٰہیہ سماویہ میں رحمت بن کر آیا ہے' پوری انسانیت کی ہمدردی کا علمبردار ہے' اس کے دامن میں رافت' رحمت اور شفقت کے وہ پھول ہیں جن سے مشامِ عالم معطر ہے' اسلام نے دنیا کو ہمدردی و محبت کا درس دیا ہے' اسلام کے آنے کے بعد تمام اربابِ ادیان اپنے اپنے مذہب میں اصلاح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اسلام کے آفتابِ عالم تاب کے بعد وہ اس قابل نہ تھے کہ دنیا کے سامنے منہ دکھا سکیں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"کوئی خیمہ اور مٹی کا مکان باقی نہیں رہے گا' اللہ تعالیٰ وہاں اسلام کو داخل کردے گا' کسی معزز کی عزت اور ذلیل کی ذلت کے ساتھ۔"

اس کا اشارہ اس مضمون کی طرف بھی ہے کہ ہر ہر گھر میں اسلام پہنچا اور ہر ہر مذہب نے اس کی خوبیوں سے فائدہ اٹھایا۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے یہ بتایا کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلاکر بھی جنت حاصل کی جاسکتی ہے' اور ایک بلی کو ناحق ایذا دینے سے انسان جہنم میں پہنچ سکتا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو جانوروں پر بھی رحم کرنا سکھاتا ہے اور جانور ذبح کرنے کے لئے چھری تیز کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو دنیا میں مظلوم بننے کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے' ناقابلِ برداشت تکالیف ومصائب میں صبر وحوصلے کی تلقین کرتا ہے اور صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر وثواب کی بشارت سناتا ہے:

"بے شک صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر دیا جائے گا۔"

انتقام لینے کا حکم اس وقت دیتا ہے جب پانی سر سے گزر جائے اور ظلم حد سے بڑھ جائے' مگر انتقام کی بھی غیر محدود اجازت نہیں دیتا' بلکہ یہ شرط عائد کرتا ہے کہ انتقام ظلم کے مماثل ہو' اس سے متجاوز نہ ہو۔

ارشاد فرمایا گیا ہے:

"جتنا ظلم تم پر کیا گیا' بس اتنا ہی انتقام لو۔ برائی کی سزا اتنی ہی برائی ہے۔"

اور اس کے باوجود بھی اعلان فرماتا ہے:

"جو شخص درگزر کرے اور درستگی واصلاح کی فکر کرے' تو حق تعالیٰ ہی اس کو اجر عطا فرمائے گا۔"

اسلام صرف اس وقت تلوار اٹھانے کا حکم دیتا ہے' جب اصلاح کے تمام راستے بند ہوجاتے ہیں' تمام معاشرے کے تباہ ہونے کا اندیشہ لاحق ہوجاتا ہے اور خیر کی کوئی توقع باقی نہیں رہتی' ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی ہوتی ہے' اس وقت شر وفساد سے عالم انسانیت کو بچانے کے لئے تلوار کا حکم دیتا ہے' پھر بھی یہ اعلان کرتا ہے کہ بچوں کو بچاؤ' عورتوں اور بوڑھوں کو قتل مت کرو' عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوئے عبادت گزاروں سے درگزر کرو۔

کیا موجودہ تہذیب کے مدعی خواہ وہ فرانس ہو یا برطانیہ' امریکہ ہو یا جرمنی' روس ہو یا چین' اسلام کے قانونِ رحمت وعدل کی نظیر پیش کرسکتے ہیں؟ اسلام کی رواداری و انسانی ہمدردی کی کوئی مثال وہاں مل سکتی ہے؟

دنیا کی جنگ عظیم دوم نے کیا کیا تباہی نہیں مچائی؟ دو ہزار میل لمبا اور چار سو میل چوڑا میدان کارزار گرم ہوا' تیس ہزار ٹینک اور پچاس ہزار ہوائی جہاز انسانی خون کی ہولی کھیلنے کے لئے امڈ آئے' کئی برس تک انسانیت کی وہ مسلسل تباہی ہوتی رہی' جس کی نظیر تاریخ ظلم واستبداد میں نہیں مل سکتی اور جس کے سامنے چنگیز وہلاکو شرمندہ ہیں' دس دس بارہ بارہ گھنٹے مسلسل ہوش ربا بمباری ہوتی رہی' سینکڑوں مربع میل میں نہ کوئی معصوم بچہ محفوظ رہا' نہ کوئی ضعیف وناتواں' بوڑھے' بچے' عورتیں اور بے گناہ حیوانات تمام کے تمام ہلاک ہوئے' پہلے

ہٹلر و ہملر‘ گوبلز و مسولینی نے یہ کردار ادا کیا‘ پھر برطانیہ کے چرچل اور امریکہ نے اس درندگی کا ثبوت دیا‘ تقریباً کروڑ نسل انسانی تباہ ہوئی اور لاکھوں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔

اسٹالن نے کتنے لاکھوں‘ بلکہ کروڑوں انسانوں کو صرف اپنے عقیدے کمیونزم کی مخالفت کی وجہ سے تہ تیغ کیا‘ روس نے سمرقند و بخارا میں کیا کیا؟ فرانس نے الجزائر میں کیا کیا؟ ان مہذب بھیڑیوں اور انسان نما درندوں نے دنیا میں کیا کیا اور کیا کر رہے ہیں؟ نسل انسانی کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے ذخائر جمع کرنے والوں نے پہلے کیا کچھ نہیں کیا؟ اور آئندہ کیا کچھ نہیں کریں گے؟ کیا ان درندوں کے دلوں میں رحمت و انسانیت کا ایک ذرہ بھی موجود ہے؟ کیا ان کو شرم نہیں آتی کہ اسلام کے مسئلہ جہاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر اعتراض کرتے ہیں؟ جب کہ ان میں دس سال کے عرصے میں فریقین کے چند سو افراد سے زیادہ قتل نہیں ہوئے‘ کفر کی یہ غیر منصفانہ دھاندلی کتنی عجیب ہے کہ خود مظلوم اور بے گناہ انسانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے کیا کیا ظلم کر رہے ہیں‘ حکومتوں کے تختے الٹنے اور طرح طرح کے انقلابات لانے کے لئے کیا کیا ستم ڈھا رہے ہیں اور کیا کیا روح فرسا واقعات کرتے رہتے ہیں‘ لیکن اگر اسلام عدل قائم کرنے کے لئے کسی بدترین مجرم کو قصاص کے طور پر قتل یا زنا جیسے قبیح جرم کے مرتکب کی سنگساری کا حکم دے تو تمام کافر چیخ اٹھتے ہیں کہ یہ عدل و انسانیت کے خلاف ہے‘ اگر عقول یہاں تک مسخ ہوجائیں تو پھر جنون کا کیا علاج؟ کیا آج کل عدالتیں پھانسی کی سزائیں نہیں دیتیں؟ صد حیف کہ اسلام کے نام سے سزا ہو تو جرم ہے اور اگر غیر اسلامی عدالت سے سزا ہو تو عین انصاف ہے:

”بریں عقل و دانش بباید گریست“

اسلام میں تو کفار کی قسمیں ہیں:

۱:......حربی کافر‘

۲:......ذمی کافر‘

۳:......مستامن کافر‘

۴:......مرتد کافر۔

سب کے الگ الگ احکام ہیں‘ پھر اسی طرح مملکتوں کی اقسام ہیں:

۱:......دارالاسلام‘

۲:......دارالحرب‘

۳:......دارالامان۔

سب کے علیحدہ علیحدہ شرعی احکام ہیں‘ بسا اوقات ان احکام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے شبہات پیدا ہوتے ہیں‘ جو کافر میدان جنگ میں مسلمانوں سے معرکہ آرا ہوں‘ ان کے ساتھ اسلام کا رویہ نسبتاً شدت آمیز ہے‘ اسی طرح وہ کفار جو اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں اور سازشیں کرنے میں مصروف ہوں‘ ان کے حق میں اسلام کا رویہ سخت ہے‘ اور بلاشبہ اس موقع پر شدت و سختی ہی سراپا حکمت اور عین مصلحت ہے‘ جب ایک مسلمان زانی کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور دیکھو زانی مرد و عورت پر
اللہ کے دین کا حکم نافذ کرتے وقت تمہیں
ان پر ترس نہیں آنا چاہئے۔“

تو مفسد کفار کے حق میں شفقت و رواداری کیونکر جائز ہوسکتی ہے؟ جب کبار صحابہؓ اور بدری صحابہؓ کے بارے میں مکمل مقاطعہ کا حکم شرعاً واجب ہوسکتا ہے‘ تو کفار و مرتدین کے بارے میں اگر صحیح سزا کی قدرت نہ ہو تو بدرجہ مجبوری ان کے ساتھ مقاطعہ کیوں اسلامی اصول کے خلاف ہے؟

درحقیقت اسلام کی تمام سزائیں نہ صرف یہ کہ عدل و انصاف کے فطری اصول پر مبنی ہیں‘ بلکہ خود مجرم کے حق میں بھی عین رحمت اور سراپا حکمت ہیں تاکہ اسے غور و فکر کا موقع ملے اور اسلام جیسی نعمت سے محروم ہوکر ابدالآباد تک عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہو۔

دراصل اسلام ہی وہ دین سماوی ہے‘ جس نے جرم و سزا کے درمیان فطری توازن قائم کرکے انسانیت پر عظیم الشان احسان کیا ہے‘ جو لوگ جرائم پیشہ‘ مفسدین اور کفار و مرتدین کے ساتھ معمولی سختی پر چیں بجبیں ہوجاتے ہیں‘ ان کے نزدیک گویا مسلمانوں کے ساتھ ظلم کرنا تو قابل برداشت ہے‘ لیکن کافروں اور مرتدوں کے ساتھ سختی کرنا اسلامی عدل و انصاف کے خلاف ہے‘ مسلمانوں کو فرضی جرائم پر مادر زاد عریاں کرنا‘ انہیں سخت سے سخت سزائیں دینا اور ان سے انسانیت سوز سلوک کرنا تو ان کے نزدیک بالکل انصاف ہے‘ لیکن موذی محارب کافر کو معمولی سزا دینا بھی اسلام کے خلاف ہے۔ یعنی اسلام مسلمانوں کو اتنی بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ بددین موذیوں سے قطع تعلق ہی کرلیں؟ نہ معلوم عقل و انصاف اور دین و دیانت کا جنازہ کیوں نکل گیا؟ موذی کے ساتھ رحم دلی اور بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ بے رحمی؟ یہ کہاں کا فلسفہ ہے؟ محسوس ہوتا ہے کہ ایمان کا نور دلوں سے نکل چکا ہے اور کفر کی ظلمت ایسی چھا گئی ہے کہ حقائق کی تمیز مشکل ہوگئی ہے۔

☆☆......☆☆

آخری قسط

مرزا قادیانی کے مالی معاملات

ڈاکٹر سید راشد علی

کمائی کے مختلف انداز' چندے کا اشتہار:

''قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلے کی خدمت بجالائے' مالی طور پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے' دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ چندے کے بغیر نہیں چلتا...... پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے' اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیں تو بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے' ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔'' (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار بدر' مورخہ ۹/ جولائی ۱۹۰۳ء)

''یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں' بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں' یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں' مجھے خدا نے بتلایا ہے میرا انہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں' جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں' مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدائے تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں' سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے...... اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلے کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا...... اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ بھیجنے سے لاپرواہی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا...... المشتہر: مرزا غلام احمد قادیانی۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد۳ ص۴۶۸)

مریدوں سے چندہ اور مرزا صاحب کی خانگی زندگی:

مندرجہ ذیل گفتگو خواجہ کمال الدین' سرور شاہ اور مولوی محمد علی کے مابین ہوئی جب وہ چندے کے لئے گجرات یا گوجرانوالہ جانے کے لئے تانگے میں سوار تھے' خواجہ کمال الدین نے بیان کیا:

''پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاؑ اور صحابیؓ جیسی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے' اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے' لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں' وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آ کر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو' ہم نے تو قادیان جا کر خود انبیاؑ اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں' حالانکہ ہمارا تو روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے' لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے ہو اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آویں گے۔ پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں...... میں خود واقف ہوں اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا (جو مرزا صاحب) کی بیگم

کے لئے خریدے گئے۔" (کشف الاختلاف ص۱۳ مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

"لدھیانہ کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب' خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ کے سامنے کہا کہ جماعت مقروض ہو کر اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے' مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے؟۔" (خطبہ میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۱/ اگست ۱۹۳۸ء جلد ۲۶ نمبر ۲۰۰ ص ۷)

"سب سے بڑا اعتراض جو اس نے (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے) مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر کیا' وہ مال کے متعلق تھا کہ لوگوں سے روپیہ لیتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں...... اپنی کتابوں کے شائع کرنے کے لئے چندے جمع کر لیتے ہیں اور جس طرح ہو سکتا ہے مکر و فریب کر کے لوگوں سے مال جمع کر لیتے ہیں اور اسے جس طرح چاہتے ہیں جا و بے جا صرف کرتے ہیں' کوئی حساب نہیں۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۴ ص ۷ مورخہ ۲۰/ جنوری ۱۹۲۱ء)

حساب کتاب میں گڑبڑ:

"مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب نے کہا کہ تم قادیان جاتے ہو میرا ایک پیغام مرزا صاحب کو دے دینا کہ مجھے اپنی آمدنی کا حساب دیں...... پبلک کا روپیہ فضول خرچ ہو رہا ہے' کہاں کہاں روپیہ خرچ ہوتا ہے...... میں قادیان پہنچا۔ مولوی صاحب کو جواب دے دیا ہے کہ ہمارے پاس خدا کے لئے روپیہ آتا ہے اور خدا کے لئے ہی ہم خرچ کر دیتے ہیں' ہم نے کوئی حساب نہیں رکھا۔" (قادیانی روایات مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۰۱ جلد ۳۴ مورخہ ۲۸/ اگست ۱۹۴۶ء)

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جاوے گا' مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔" (کشف الاختلاف ص ۱۴ مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

مرزا صاحب کے متعلق مریدوں کا حسنِ ظن:

مالی معاملات میں بے قاعدگیوں' لنگر خانے کی بدانتظامی اور مرزا صاحب کے بے جا گھریلو اخراجات کے متعلق ایک موقع پر خواجہ کمال الدین نے غصہ میں مولوی محمد علی کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں' وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے (مرزا صاحب کی) شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے' اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکتے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں' اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔" (کشف الاختلاف ص ۱۵)

"خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقعہ پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا' مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت (مرزا) صاحب آپ تو بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر چندہ دو' جس کا جواب مولوی محمد علی نے یہ دیا کہ: ہاں اس کا انکار تو نہیں ہو سکتا مگر بشریت ہے۔" (میاں محمود کا خط بنام مولوی نورالدین مندرجہ حقیقت اختلاف از مولوی محمد علی ص ۵۳)

مرزا صاحب کا مریدوں پر اظہارِ ناراضگی:

"جو شخص کچھ دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے' ایسا حملہ قابل برداشت نہیں...... میں ایسے لوگوں کو مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں' میں

تاجر نہیں ہوں کہ کوئی حساب رکھوں‘ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔“ (مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۰۵ء ملفوظات جلد ۷ ص ۳۲۵)

”آپ (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے‘ باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ اور گھر میں آ کر آپ (مرزا صاحب) نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں؟ ان کو روپیہ سے کیا تعلق؟ اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے۔“ (میاں محمود کا خط بنام مولوی نورالدین‘ مندرجہ حقیقت اختلاف مصنفہ مولوی محمد علی ص ۵۲)

قادیان کی ترقی کا مرزائی تخیل اور مریدوں کو ترغیب:

”ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا ہے اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے‘ اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازاروں کو رونق ہوتی ہے‘ بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔“ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۳/اپریل ۱۹۰۲ء)

مگر افسوس کہ مرزا صاحب کا یہ خواب آج تک شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا!!

بہشتی مقبرہ‘ پیسے بٹورنے کا نیا ہتھکنڈا:

”خدا نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے۔ پس جو شخص اس میں دفن کیا گیا وہ جنت میں داخل ہوا اور وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۶۷۵)

بہشتی مقبرہ میں داخلے کی شرائط:

☆......پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔

☆...... دوسری شرط یہ ہے کہ پوری جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکے کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق اور کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ وہ اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔

☆......تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ (الوصیت‘ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۱۶‘ ۳۱۷)

”حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے‘ اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱/۱۰ حصہ مال رکھا ہے۔“ (منہاج الطالبین مجموعہ تقریر مرزا محمود ص ۱۶)

گویا مرزا صاحب کے نزدیک اس نام نہاد بہشتی مقبرے میں داخلے کے لئے سب سے اہم چیز پیسہ تھی‘ جو پیسہ دے گا وہ جنت میں داخل ہوگا‘ پھر تیسرے نمبر پر تقویٰ کا ذکر ہے‘ جو غریب ہو‘ وہ تو مارا گیا۔ سبحان اللہ! اگر کوئی حق کا متلاشی ہے تو یہی ایک چیز قادیانی تحریک کا پول کھولنے کے لئے کافی ہے۔

پیسہ‘ پیسہ اور پیسہ! یہی وہ وجہ تھی کہ مرزا صاحب انگریز سامراج کے ہاتھوں کھلونا بنے اور ان کے مذموم عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ وہ مذموم عزائم کیا تھے جس کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے ایمان کا سودا کیا؟

مرزا قادیانی کی کہانی‘ مرزا صاحب کی زبانی:

۱۹۰۷ء اپنی عمر کے اختتامی دور میں مرزا صاحب اپنی گزشتہ زندگی پر نظر ڈالتے ہوئے بڑے مطمئن انداز میں لکھتے ہیں:

”ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا‘ پھر بعد اس کے

باقی صفحہ 22 پر

ملاقات اور مجلس کے آداب

مولانا مجیب الرحمٰن انور

ملاقات کے آداب:

۱:...... ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے سے استقبال کیجئے' مسرت ومحبت کا اظہار کیجئے اور سلام میں پہل کیجئے' اس کا بڑا ثواب ہے۔

۲:...... سلام اور دعا کے لئے اِدھر اُدھر کے الفاظ استعمال نہ کیجئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' استعمال کیجئے' پھر موقع ہو تو مصافحہ کیجئے' مزاج پوچھئے اور مناسب ہو تو گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کیجئے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ: ''السلام علیکم'' بہت جامع ہیں' اس میں دین و دنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیروعافیت شامل ہے۔

یہ بھی خیال رکھئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہ کرتے' انتظار فرماتے کہ دوسرا شخص خود ہی ہاتھ چھوڑ دے۔

۳:...... جب کسی سے ملنے جایئے تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جایئے' میلے کچیلے کپڑوں میں نہ جایئے اور نہ اس نیت سے جایئے کہ آپ اپنے بیش بہا لباس سے اس پر اپنا رعب قائم کریں۔

۴:...... جب کسی سے ملاقات کا ارادہ ہو تو پہلے اس سے وقت لیجئے۔ یوں ہی وقت بے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں' اس سے دوسروں کا وقت بھی خراب ہوتا ہے' اور ملاقات کرنے والا بھی بعض اوقات نظروں سے گر جاتا ہے۔

۵:...... جب کوئی آپ کے یہاں ملنے آئے' تو محبت آمیز مسکراہٹ سے استقبال کیجئے' عزت سے بٹھایئے اور حسب موقع مناسب خاطر تواضع بھی کیجئے۔

۶:...... کسی کے پاس جایئے تو کام کی باتیں کیجئے' بے کار باتیں کرکے اس کا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجئے' ورنہ آپ کا لوگوں کے یہاں جانا اور بیٹھنا ان کو کھلنے لگے گا۔

۷:...... کسی کے یہاں جایئے تو دروازے پر اجازت لیجئے اور اجازت ملنے پر ''السلام علیکم'' کہہ کر اندر جایئے اور اگر تین بار السلام علیکم کہنے کے بعد کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

۸:...... کسی کے یہاں جاتے وقت کبھی کبھی مناسب تحفہ بھی ساتھ لیتے جایئے' تحفہ دینے دلانے سے محبت بڑھتی ہے۔

۹:...... جب کوئی ضرورت مند آپ سے ملنے آئے تو جہاں تک امکان میں ہو اس کی ضرورت پوری کیجئے۔

۱۰:...... آپ کسی کے یہاں اپنی ضرورت سے جائیں تو مہذب انداز میں اپنی ضرورت بیان کردیجئے' پوری ہوجائے تو شکریہ ادا کیجئے' پوری نہ ہوسکے تو سلام کرکے خوش خوش لوٹ آیئے۔

۱۱:...... ہمیشہ یہی خواہش نہ رکھئے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں' خود بھی دوسروں سے ملنے جایئے' آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے' مگر خیال رکھئے کہ مؤمنوں کا میل جول ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔

۱۲:...... ملاقات کے وقت اگر آپ دیکھیں کہ ملنے والے کے چہرے' داڑھی یا کپڑوں پر کوئی تنکا یا کوئی اور چیز ہے تو اسے ہٹا دیجئے اور اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ یہ حسن سلوک کرے تو اس کا شکریہ ادا کیجئے اور یہ دعا دیجئے: ''مسح اللہ عنک ما تکرہ'' اللہ آپ کو ان چیزوں سے دور فرمائے جو آپ کو ناگوار ہیں۔

۱۳:...... رات کے وقت کسی کے یہاں جانے کی ضرورت ہو تو اس کے آرام کا لحاظ رکھئے' زیادہ دیر نہ بیٹھئے اور اگر جانے کے بعد اندازہ ہو کہ وہ سو گیا ہے تو بغیر کسی کڑھن کے خوش خوش واپس آجایئے۔

مجلس کے آداب:

ہرمحفل' ہرمجلس اور زندگی گزارنے کے کچھ آداب ہوا کرتے ہیں' انسان اگر ان آداب کی رعایت کرکے زندگی بسر کرے تو معاشرے میں پھیلنے والے بہت سے امراض کا سدباب کیا جاسکتا ہے' یہاں چند آداب مجلس درج کئے جارہے ہیں:

۱:...... ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی کوشش کیجئے۔

۲:...... مجلس میں جو گفتگو ہورہی ہو' اس میں حصہ لیجئے' مجلس کی گفتگو میں نہ ہونا اور ماتھے پر شکنیں ڈالے بیٹھے رہنا غرور کی علامت ہے' مجلس میں صحابہ کرامؓ جس گفتگو میں مصروف ہوتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی گفتگو میں مصروف رہتے' مجلس میں غمگین اور مضمحل ہوکر نہ بیٹھئے' مسکراتے چہرے کے ساتھ ہشاش بشاش ہوکر بیٹھئے۔

۳:...... کوشش کیجئے کہ آپ کی کوئی مجلس خدا اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے اور جو آپ محسوس کریں کہ حاضرین دینی گفتگو میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں' تو گفتگو کا رخ کسی دنیوی مسئلے کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں۔

۴:...... مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیے' مجمع کو چیرتے اور کودتے پھلانگتے ہوئے آگے جانے کی کوشش نہ کیجئے' ایسا کرنے سے پہلے آنے والوں اور بیٹھنے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور ایسا کرنے والوں میں بھی اپنی بڑائی کا احساس اور غرور پیدا ہوتا ہے۔

۵:...... مجلس میں سے کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کیجئے' یہ انتہائی بری عادت ہے' اس سے دوسروں کے دل میں نفرت اور کدورت پیدا ہوتی ہے' اور اپنے کو بڑا سمجھنے اور اہمیت جتانے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

۶:...... اگر مجلس میں لوگ گھیرا ڈالے بیٹھے ہوں تو ان کے بیچ میں نہ بیٹھئے' یہ سخت قسم کی بدتمیزی اور مسخرہ پن ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

۷:...... مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے اگر کوئی کسی ضرورت سے اٹھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر قبضہ نہ کیجئے' اس کی جگہ محفوظ رکھئے' ہاں اگر معلوم ہوجائے کہ وہ شخص اب واپس نہیں آئے گا' تو پھر بے تکلف اس جگہ پر بیٹھ سکتے ہیں۔

۸:...... اگر مجلس میں دو آدمی ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے ہوں تو ان سے اجازت لئے بغیر ان کو الگ نہ کیجئے' کیونکہ آپس کی بے تکلفی' محبت یا کسی اور مصلحت سے قریب بیٹھے ہوں گے اور ان کو الگ کرنے سے ان کے دل کو تکلیف ہوگی۔

۹:...... مجلس میں کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کیجئے' کسی کے یہاں جائیں تو وہاں بھی اس کی معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کیجئے' ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں' اور مجلس میں ہمیشہ ادب سے بیٹھئے' پاؤں پھیلا کر پنڈلیاں کھول کر نہ بیٹھئے۔

۱۰:...... یہ کوشش نہ کیجئے کہ ہر حال میں صدر کے قریب ہی بیٹھیں' بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیے' اور اس طرح بیٹھئے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ ملنے اور بیٹھنے میں کوئی زحمت نہ ہو' اور جب لوگ زیادہ آجائیں تو سمٹ کر بیٹھ جائیے اور آنے والوں کو کشادہ دلی سے جگہ دے دیجئے۔

۱۱:...... مجلس میں کسی کے سامنے یا اردگرد کھڑا نہیں رہنا چاہئے' تعظیم کا یہ طریقہ اسلام کے خلاف ہے۔

۱۲:...... مجلس میں دو آدمی آپس میں چپکے چپکے باتیں نہ کریں' اس سے دوسروں میں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی راز کی باتوں میں شریک کرنے کے قابل نہیں سمجھا اور یہ بدگمانی بھی ہوتی ہے کہ شاید ہمارے بارے میں کوئی بات کہہ رہے ہوں۔

۱۳:...... مجلس میں جو کچھ کہنا ہو' صدر مجلس سے اجازت لے کر کہئے اور گفتگو یا سوال وجواب میں ایسا انداز اختیار نہ کیجئے کہ آپ ہی صدر مجلس معلوم ہونے لگیں' یہ خودنمائی بھی ہے اور صدر مجلس کے ساتھ زیادتی بھی۔

۱۴:...... ایک وقت میں ایک ہی شخص کو بولنا چاہئے' اور ہر شخص کی بات غور سے سننا چاہئے' اپنی بات کہنے کے لئے ایسی بے تابی نہیں ہونی چاہئے کہ سب بیک وقت بولنے لگیں اور مجلس میں ہڑبونگ ہونے لگے۔

۱۵:...... مجلس میں جو باتیں راز کی ہوں' ان کو جگہ جگہ بیان نہیں کرنا چاہئے۔ مجلس کا یہ حق ہے کہ اس کے رازوں کی حفاظت کی جائے۔

۱۶:...... مجلس میں جس موضوع پر گفتگو ہورہی ہو' جب تک اس کے بارے میں کچھ طے نہ ہوجائے' دوسرا موضوع نہ چھیڑئیے اور نہ دوسرے کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کیجئے'

اگر کبھی کوئی ضرورت پیش آ جائے کہ آپ کا فوراً بولنا ضروری ہو تو بولنے والے سے پہلے اجازت لے لیجئے۔

۱۷:......صدر مجلس کو مسائل پر گفتگو کرتے وقت تمام حاضرین کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اور دائیں بائیں ہر طرف رخ پھیر پھیر کر بات کرنی چاہئے اور آزادی کے ساتھ ہر ایک کو اظہار خیال کا موقع دینا چاہئے۔

۱۸: مجلس برخاست ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھئے اور پھر مجلس برخاست کیجئے:

''خدایا! تو ہمیں اپنا خوف اور اپنی خشیت نصیب کر جو ہمارے اور معصیت کے درمیان آڑ بن جائے اور وہ فرمانبرداری دے جو ہمیں تیری جنت میں پہنچادے اور ہمیں وہ پختہ یقین عطا فرما جس سے ہمارے لئے دنیا کے نقصانات ہیچ ہوجائیں۔ خدایا! تو جب تک ہمیں زندہ رکھے' ہمیں ہمارے سننے' دیکھنے کی قوتوں اور جسمانی توانائیوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے اور اس خیر کو ہمارے بعد بھی برقرار رکھ' اور جو ہم پر ظلم کرے' اس سے ہمارا بدلہ لے' اور جو ہم سے دشمنی کرے' اس پر ہمیں غلبہ عطا فرما' اور ہمیں دین کی آزمائش میں مبتلا نہ کر' اور دنیا کو ہمارا مقصود اعظم نہ بنا' اور نہ دنیا کو ہمارے علم وبصیرت کی انتہا ٹھہرا' اور نہ ہم پر اس شخص کو قابو دے جو ہم پر رحم نہ کرے۔''

☆☆......☆☆

بقیہ مرزا کے مالی معاملات

خدا نے اپنی پیشگوئی کے مواقف ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کرکے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔'' (حقیقت الوحی' روحانی خزائن جلد۲۲ ص۲۲۰ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

گویا مرزا صاحب نے خود ہی اپنی ساری زندگی کا خلاصہ نہایت مناسب انداز میں بیان کر دیا۔ قادیانیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل اور فریب کا پردہ چاک ہو چکا ہے۔ قادیانی مذہب کے بانی کا مقصد ہی پیسہ کمانا تھا اور آج بھی قادیانی جماعت اپنے نام نہاد مدعی نبوت کی اسی روش پر عمل پیرا ہے۔ قادیانی جماعت میں چندوں کی بھرمار ہے۔ مسلمانوں کی مجبوری' غربت و افلاس' جہالت اور قادیانیت سے ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر یہ جماعت ترغیب و تحریص کے مختلف ہتھکنڈوں سے ان کو اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس فتنے سے اپنی پناہ میں رکھے اور قادیانی جماعت کے چنگل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق دے کر ان کو دائرہ اسلام میں واپسی کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔ (ختم شد)

☆☆......☆☆

بقیہ صحابیات کا بلند کردار

ہم کو ان کے کارنامے ملتے ہیں' بہادری' غمگساری اور بہت سی نیک خصوصیات میں یہ خواتین اپنی مثال آپ تھیں۔

غزوۂ بنی قریظہ میں حضرت رفیدہؓ زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرتی تھیں' ان کا خیمہ مسجد نبویؐ میں لگا ہوا تھا' جب کوئی صحابی گھائل ہوتے تھے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ان کو رفیدہ کے خیمے میں لے جاؤ۔

بہادری کا یہ حال تھا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر جب کہ سارے مسلمان خندق کے سامنے مجتمع تھے اور شہر کے محلے مسلمانوں سے خالی تھے' عورتیں مردوں سے دور تھیں' شہر کے یہودیوں کی مکاری اور فریب کھل چکا تھا' ایسے موقع پر اس حویلی کے قریب جس میں مستورات مقیم تھیں' ایک یہودی بری نیت سے آتا ہوا نظر آیا' اس کو دیکھ کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی سے جو اسی حویلی میں موجود تھے اور بعض کمزوریوں کے باعث میدان جنگ میں نہیں گئے تھے' کہا کہ اس کو بڑھ کر ماریں' انہوں نے معذرت کی تو آپؓ بذات خود تشریف لے گئیں اور ایک ستون اٹھا کر اس کے سر پر مارا' جس کی تاب نہ لا کر وہ وہیں ختم ہو گیا' اس طرح انہوں نے باوجود عورت ہونے کے دشمن مردوں پر رعب بٹھا دیا۔

بہرحال یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں' جن سے تاریخ و سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں' اگر آج کل کی خواتین ان واقعات کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو وہ اسلام اور اپنے اسلامی معاشرے کی بیش بہا خدمت انجام دے سکتی ہیں' جس کی بڑی ضرورت ہے۔ ☆☆

مرزا قادیانی اپنے اقوال کی روشنی میں

کذاب قادیانی کے اقوال:

ہم قادیانیوں کے عقائد کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بہت سے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے قادیانیت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ اس گمراہ گروہ اور اس کے کفریہ مبادی واصول کی حقیقت پر ایک مسلمان کے لئے بلند اور روشن دلیل ہیں۔ اس سلسلے میں مرزا کذاب کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱:.....''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میرے دعویٰ کی صلاحیت پر بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جن کی تعداد تین لاکھ ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸' روحانی خزائن ص۵۰۳ جلد ۲۲)

۲:.....''خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے' قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا' کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے' سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دفع البلاء ص ۱۰/۱۱' روحانی خزائن ص۲۳۰/۲۳۱ جلد ۱۸)

خدا کی قدرت! ستر برس تو بڑی بات ہے' خود اس کذاب کی زندگی ہی میں طاعون نے قادیان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا' بلکہ خود اس کا اپنا گھر بھی اس خوفناک تباہی سے نہ بچ سکا' جبکہ ملک کے دوسرے حصے اس وبا سے محفوظ رہے۔ (مکتوبات احمدیہ ج۵ ص۱۱۵)

الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل

۳:.....''بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا' آخر کئی مہینوں کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینوں سے زیادہ نہیں' مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا' پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص ۴۷ روحانی خزائن ص۵۰ جلد ۱۹)

۴:.....''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور سورۂ تحریم میں اس فرمان باری کا میں ہی مصداق ہوں (اور عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان کرتا ہے' جنہوں نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا' پس ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی) اس لئے کہ مریم ہونے کا دعویٰ اور اس بات کا کہ عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی' میں نے ہی کیا' میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔'' (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۳۳۷)

اسی بناء پر قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد' اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے' بلکہ عین اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۵:.....''اللہ تعالیٰ نے مجھے (مرزا قادیانی کو) یہ کہہ کر مخاطب کیا: سن اے میرے بیٹے!۔'' (البشریٰ ۱'۴۹)

۶:.....''مجھ (مرزا قادیانی) سے میرے رب نے فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں' تیرا ظہور میرا

ظہور ہے۔" (تذکرہ ص ۶۵۰)

۷:...... "بے شک اللہ تعالیٰ مجھ میں اتر آیا ہے اور میں اس کے اور ساری مخلوقات کے درمیان واسطہ ہوں۔" (کتاب البریہ ص ۷۵ روحانی خزائن ص ۱۰۲ جلد ۱۳)

۸:...... "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں تو میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ روحانی خزائن ص ۵۶۴ جلد ۵)

۹:...... قرآن کریم نے جو القاب و امتیازات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان فرمائے ہیں ان کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ مجھے بذریعہ وحی ان القاب سے نوازا گیا ہے' مثلاً مندرجہ ذیل آیات قرآنی:

"وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین' وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی' وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً' قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ' ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ"

اسی طرح بہت سی آیات جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں' مرزا قادیانی انہیں اپنی ذات پر نازل شدہ قرار دیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان میں اسی کی ذات مراد ہے۔

۱۰:...... سورۂ کوثر کو مرزا نے اپنے حق میں قرار دیا ہے' جب کہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ سورہ خاص کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز بتانے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

۱۱:...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اعزاز یعنی معراج کو بھی مرزا قادیانی نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ جو آیات اس واقعہ اسراء میں نازل ہوئی ہیں' ان میں وہی مراد ہے۔

مذکورہ بالا عبارات میں آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں کہ کبھی مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی الوہیت کا' اس سے وہ خود ہی اپنی حماقت' جہالت اور بے عقلی کا ثبوت فراہم کررہا ہے۔

وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا ہے' پھر وہ کیسے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا کی جانب سے رسول ہے؟ اور کبھی وہ عیسیٰ بن مریم ہے؟ اور کبھی وہ عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویدار ہے؟

اس کا دعویٰ ہے کہ آیت کریمہ: "و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" میں "احمد" سے مراد وہ خود ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے آنے کی بشارت سنائی ہے' اور اس جیسی جو دوسری باتیں ہیں' وہ اس کے خلل دماغ اور نفسیاتی اضطراب پر مہر ثبت کررہی ہیں' اور اس کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہیں' چہ جائیکہ صریح کتاب وسنت اور اجماع امت کی مخالفت۔ الامان والحفیظ۔

کتاب "موقف الامۃ الاسلامیہ من القادیانیہ" لجماعۃ من علماء باکستان ص: ۵۷ پر قادیانیوں کے متعلق علماء کرام رقم طراز ہیں: "وقد بلغ ...... الخ" یہ ناپاک' جگر سوز' اشتعال انگیز اور شرمناک جسارت اس حد تک بڑھی کہ ایک قادیانی مبلغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ نے "اسمہ احمد" کے عنوان سے ۱۹۳۴ء کے قادیان کے سالانہ جلسے میں ایک مفصل تقریر کی جو الگ شائع ہوچکی ہے۔ اس میں اس نے صرف یہی دعویٰ نہیں کیا کہ مذکورہ آیت میں احمد سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی ہے' بلکہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سورۂ صف میں صحابہ کرامؓ کو فتح و نصرت کی جتنی بشارتیں دی گئیں' وہ صحابہ کرامؓ کے لئے نہیں' بلکہ قادیانی جماعت کے لئے تھیں' چنانچہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:

"پس یہ آیت قرآنی و اخری تحبونھا نصر من اللہ و فتح قریب کتنی بے بہا نعمت ہے' جس کی صحابہ تمنا کرتے رہے' مگر وہ اسے حاصل نہ کرسکے اور آپ کو مل رہی ہے۔" (اسمہ احمد ص ۴۷ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

غور کیجئے کہ سرکار دو عالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی یہ توہین اور قرآن کریم کی آیت کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق مسلمانوں کے ناموں کی آڑ لیتے ہوئے کیا ہے۔

اسی طرح ان قادیانیوں کو یہودیوں کے ساتھ بڑی مشابہت ہے' کیونکہ یہ یہودیوں کی مانند آیات میں تحریف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو جھوٹا یقین کرنے کے باوجود دوسروں کے فضائل اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازیاں:

اللہ رب العزت پر جھوٹ اور افتراء پردازیوں میں سے ایک مرزا قادیانی کی یہ عبارت ہے:

"تو (مرزا) مجھ (خدا) سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید' پس اب وقت آ گیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تو لوگوں کے درمیان معروف اور مشہور ہو جائے تو مجھ سے میرے عرش جیسا ہے تو (اے مرزا) مجھ سے میری اولاد جیسا ہے' تو مجھ سے ایسے مرتبے میں ہے کہ مخلوق کو اس کا علم نہیں۔"

اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے پاک اور بہت بلند و بالا ہے۔

دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی' اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا اور قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ اس سے (یعنی مرزا قادیانی سے) فرماتا ہے کہ تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔ یہ قرآن کریم کی صراحتاً تکذیب ہے کہ رحمٰن کی طرف اولاد منسوب کرتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ رب العزت کا ارشاد ہے:

"اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔"

اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے' جتنی بھی مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے' سب اللہ تعالیٰ کے روبرو غلام ہو کر حاضر ہوتی ہے۔

نیز ارشاد خداوندی ہے:

"آپ فرما دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا' یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد' اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا سراسر کفر ہے' کیونکہ یہ قرآن کریم کی تکذیب اور جناب باری تعالیٰ کی تنقیص ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کی باتوں سے پاک اور بہت بلند و بالا ہے۔

حرمین شریفین اور قادیان:

مرزا غلام احمد قادیانی کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر اپنی بستی قادیان کی تفضیل و تعظیم اور مکہ مکرمہ کی بجائے قادیان کے حج کے مطالبے کے سلسلے میں اقوال ملاحظہ فرمایئے:

ا:...... قرآن کریم نے تین شہروں کے نام اعزاز و اکرام کے ساتھ ذکر کئے ہیں: مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ اور قادیان۔ (روحانی خزائن ص ۱۴۰ ج ۳)

۲:...... "یہاں (قادیان) میں آنا نہایت ضروری ہے' حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے' مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے' پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا' تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے' پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا' آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے' کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا ہے کہ نہیں؟" (حقیقۃ الرؤیا ص ۴۶' از مرزا محمود)

۳:...... "ہمارا سالانہ جلسہ بھی حج کی طرح ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے حج کے لئے قادیان کا انتخاب فرمایا ہے اور جیسا کہ حج میں رفث' فسوق اور جدال منع ہے' ایسے ہی اس جلسے میں بھی منع ہے۔" (برکات الخلافہ صفحہ ۵ تا ۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
(درثمین ص ۵۲)

انگریزی حکومت کی تائید وحمایت:

انگریز کی مدح سرائی اور ان کی طرف سے دفاع کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال درج ذیل ہیں:

ا:...... کتاب تریاق القلوب صفحہ ۱۵' روحانی خزائن صفحہ ۱۵۵ جلد ۱۵ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"میری عمر کا اکثر حصہ انگریزی سلطنت کی تائید وحمایت میں گزرا ہے' اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریز حکمرانوں کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

۲:......"میں اپنی ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں' اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت' خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں' جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

۳:......"ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس گورنمنٹ کی فرمانبرداری پورے اخلاص کے ساتھ انجام دے۔"

۴:......"تم ذرا غور تو کرو' یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے؟

۵:......"سنو! برطانوی حکومت تمہارے لئے رحمت اور برکت ہے۔"

۶:......"یہ مسلمان جو تمہارے مخالف ہیں' انگریز تمہارے لئے ان سے ہزار درجہ بہتر ہے۔"

۷:......"واقعہ یہ ہے کہ برطانوی حکومت ہمارے لئے جنت ہے۔" الی آخر تصریحاتہ۔

نوٹ: مرزا قادیانی انگریزی حکومت کی ایسی کھلے لفظوں میں تعریف وتوصیف کرتا ہے' جس کے لئے ایک صاحب ضمیر انسان تیار نہیں ہوسکتا۔

ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ اس کی چند عبارتیں اور اقتباسات پیش کئے ہیں' جس سے اس بات پر دلالت مقصود ہے کہ وہ انگریز کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف مقرر کردہ ایجنٹ ہے۔

ذیل میں اس کی ایک عبارت بھی اسی بات کی وضاحت کرتی ہے:

"ہر ایک اسلامی حکومت تمہیں قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے' کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو' لہٰذا تم اس نعمت الٰہیہ گورنمنٹ برطانیہ کے وجود کی نعمت کی قدر پہچانو۔"

ہمارے سابقہ بیان سے آپ نے جان لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ اسلامی حکومتیں اس کے اور اس کی دعوت کے بالمقابل ہیں' کیونکہ اسے پورا یقین ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہوگیا ہے اور اس دعوت کے اہتمام کی وجہ سے جو اسلام کی ضد ہے' وہ دین اسلام سے پھر گیا ہے۔

یہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش خدمت ہے' اگر تفصیلی بیان کا ارادہ کریں تو کلام طویل ہوجائے گا:

"ترسم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است"

لیکن یاد رہے کہ یہ کفریات' مغالطے اور فریب' ان سادہ لوح نادانوں ہی پر چلتے ہیں' جو دین اسلام اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ واقفیت نہیں رکھتے۔

☆☆............☆☆

نوٹ: یہ پیشکش صرف یکم محرم تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

سنارا جیولرز

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545805-2545080

اگرچہ راہِ تقویٰ میں ہزاروں غم بھی آتے ہیں!

حضرت حکیم محمد اختر مدظلہ العالی

محبت میں کبھی ایسا زمانہ بھی گزرتا ہے
زباں خاموش رہتی ہے مگر دل روتا رہتا ہے

اگرچہ راہِ تقویٰ میں ہزاروں غم بھی آتے ہیں
مگر جو عاشق صادق ہے غم کو سہتا رہتا ہے

جو غیروں پر فدا کرتا ہے اپنی آشنائی کو
بجرم بے وفائی حق سے وہ محروم رہتا ہے

صلہ عشق مجازی کا یہ کیسا ہے ارے توبہ!
کہ عاشق روتے رہتے ہیں صنم خودسوتا رہتا ہے

خطاؤں کی اگر آئی ہے دامن پر ذرا سیاہی
تو اپنے آنسوؤں سے عشق اس کو دھوتا رہتا ہے

گناہگاروں کی مت تحقیر کر اے زاہد ناداں
کہ ان کی آہ وزاری پر فلک بھی روتا رہتا ہے

بہ فیض مرشد کامل جو درد دل ملا اختر
تو دل پر جلوۂ قرب محبت ہوتا رہتا ہے

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب علیہ صلی اللہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے۔ جس میں سیرتِ رسولِ آخریںؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

محمد رسول اللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے